تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو، سندھ
جائزہ شدہ: بیورو آف کریکیولم اینڈ ایکسٹینشن ونگ سندھ، جامشورو۔
منظور کردہ: محکمۂ تعلیم و خواندگی حکومتِ سندھ، بہ موجب مراسلہ نمبر جی۔او۔(جی۔1)
ای اینڈ ایل کریکیولم 2006 مورخہ: 20-12-2016

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان اَرضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

سلسلہ وار نمبر

سالِ اشاعت	ایڈیشن	تعداد	قیمت
2020	اوّل	58,851	مفت

اردو کی آٹھویں کتاب

آٹھویں جماعت کے لیے

نئے نصاب کے مطابق
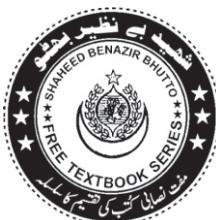
سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

طبع کنندہ:

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

جائزہ شدہ: بیورو آف کریکیولم اینڈ ایکسٹینشن ونگ سندھ، جامشورو۔

منظور کردہ: محکمۂ تعلیم وخواندگی حکومتِ سندھ، بہ موجب مراسلہ نمبر جی۔او۔(جی۔1)

ای اینڈ ایل کریکیولم 2014 مورخہ: 20-12-2016

نگرانِ اعلیٰ

احمد بخش ناریجو

چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

نگران

ناہید اختر

مُصنّفین ومُؤلّفین

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر شاہ انجم ☆ پروفیسر وثیق الرحمٰن ☆ محمد ناظم علی خان ماتلوی

☆ محمد علی شاہین ☆ فرخندہ نسرین ☆ ناہید اختر سومرو

ارکانِ جائزہ کمیٹی

☆ پروفیسر محمد یاسین شیخ ☆ پروفیسر ڈاکٹر عتیق جیلانی ☆ محمد ناظم علی خان ماتلوی

☆ ایس ایم طارق ☆ اسسٹنٹ پروفیسر محمد وسیم مغل ☆ زاہدہ بنگش

☆ سرورق: ساجدہ یوسف شیخ

☆ پروف ریڈر: مومل شمس

کمپوزنگ، لے آؤٹ: بختیار احمد بھٹو

طبع کنندہ:

پیش لفظ

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جس کا فریضہ درسی کُتب کی تیاری واشاعت ہے۔ اس کا اوّلین مقصد ایسی درسی کُتُب کی تیاری وفراہمی ہے جو نسلِ نو کو شعور و آگہی اور ایسی صلاحیتیں بخشیں، جن کے ذریعے وہ اسلام کے آفاقی نظریات، بھائی چارے، اَسلاف کے کارناموں اور اپنے ثقافتی ورثہ و روایات کی پاس داری کرتے ہوئے دورِ جدید کے نت نئے سائنسی، تکنیکی اور معاشرتی تقاضوں کا مقابلہ کرکے کام یاب زندگی گزار سکے۔

اس اعلیٰ مقصد کی تکمیل کے لیے اہلِ علم، ماہرینِ مضامین، مدرّسینِ کرام اور مخلص احباب کی ایک ٹیم ہر چار سمت سے حاصل ہونے والی تجاویز کی روشنی میں درسی کُتُب کے معیار، جائزے اور اُن کی اصلاح کے لیے ہمارے ساتھ پیہم مصروف عمل ہے۔

ہمارے ماہرین اور اشاعتی عملے کے لیے اپنے مطلوبہ مقاصد کا حصول اُسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کُتُب سے اساتذہ کرام اور طلبا و طالبات کماحقّہٗ استفادہ کریں۔ علاوہ ازیں ان کی تجاویز و آراء ان کُتُب کا معیار بہتر بنانے میں ہمارے لیے مُمِد و مُعاوِن ثابت ہوں گی۔

چیئرمین

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

حَمد

حاصِلاتِ تَعلُّم: یہ حمد پڑھ کر طلبہ: (۱) اسے ترنم سے سنائیں گے۔ (۲) مصرعوں کو نثر میں تبدیل کریں گے۔
(۳) نئے لفظوں کے معنی تحریر کریں گے (۵) مصرعوں کو درست ترتیب سے لکھیں گے۔

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سِوا تیرا
اِک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

گو سب سے مُقَدَّم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہو گا حق کیوں کر ادا تیرا

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم
کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کُھلا تیرا

چُھپتا نہیں نظروں میں یاں خَلعَتِ سلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

عظمت تری مانے بِن کچھ بَن نہیں آتی یاں
ہیں خیرہ و سرکش بھی دم بھرتے سدا تیرا

تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ مُحیط اُن کو
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گِلا تیرا

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالیؔ، ہے سب سے جدا تیرا

(الطاف حسین حالیؔ)

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) شاعر نے خود کو بندۂ نافرماں کیوں کہا ہے؟
(ب) کیا بندۂ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر سکتا ہے؟
(ج) حمد کسے کہتے ہیں؟
(د) دوسرے، تیسرے اور چوتھے شعر کا مفہوم بیان کیجیے۔

سوال نمبر۲: درج ذیل الفاظ کے معنی بتائیے:

مقدم ۔محرم ۔نامحرم ۔ چھپنا ۔خلعت سلطانی ۔مگن ۔محیط ۔آفاق

سوال نمبر۳: درج ذیل الفاظ کو درست تلفّظ سے پڑھیے:

سدا ۔مقدم ۔خلعت ۔مگن ۔مہک ۔گلا ۔خیرہ

سوال نمبر۴: حمد کا مطلع نثر میں لکھیے:

سوال نمبر۵: درج ذیل مصرعے ترتیب سے لکھیے:

(الف) قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سِوا تیرا — ہیں خِیرہ و سرکش بھی دم بھرتے سدا تیرا
(ب) محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم — گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا
(ج) عظمت تری مانے بِن کچھ بَن نہیں آتی یاں — کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کُھلا تیرا
(د) آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری — اِک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

سوال نمبر۶: درج ذیل اشعار پڑھیے:

سچ ہے یہ ربِّ ذوالجلال ہے تو — نور ہی نور ہے، جمال ہے تو
تیرا ثانی نہیں دو عالم میں — مالکِ مُلک، بے مثال ہے تو

اُوپر دیے گئے شعروں میں: جلال، جمال اور مثال قافیے ہیں۔ ان قافیوں کے بعد الفاظ **"ہے تو"** مسلسل آئے ہیں۔ قافیے کے بعد آنے والے لفظ/الفاظ کو ردیف کہتے ہیں۔

سوال ۷: حمد میں شامل ردیف کی نشان دہی کیجیے:

سرگرمیاں: ☆ یہ حمد تمام طلبہ ترنّم سے پڑھیں۔
☆ اس کتاب میں شامل کسی اور نظم کی ردیف لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو چارٹ پر یا اسی کتاب کی دوسری نظموں میں ردیف تلاش کرنے کی مشق کرائیے۔
(۲) بورڈ پر کسی اور نظم کے اشعار تحریر کر کے طلبہ سے ردیف تلاش کرنے کی مشق کرائیے۔

احترامِ انسانیت

حاصلاتِ تعلُّم۔ یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) سبق دُرست لب و لہجے اور رموزِ اوقاف سے پڑھیں گے۔ (۲) سبق سے متعلق سوالات کے جواب دیں گے۔ (۳) نئے الفاظ کا مطلب لکھیں گے۔ (۴) نئے الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کریں گے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے کیوں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی سب سے حسین اور عظیم تخلیق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقلِ سلیم کے علاوہ بھی بہت سی اعلیٰ صفات عطا کی ہیں۔ اُن میں ایک ادب و احترام بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ایثار، محبت اور ہم دردی کا جذبہ رکھا ہے اور یہی جذبہ انسانیت کہلاتا ہے۔

احترامِ انسانیت سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان کا بلاتفریقِ رنگ و نسل اور بلا امتیازِ مذہب و ملّت احترام کرے اور سب سے محبت کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخلوق سے محبت اور ان کی خدمت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ بنیادی حقوق کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں۔ دینِ اسلام امن و سلامتی کا علَم بردار ہے، اسی لیے یہ احترامِ انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس ضمن میں قرآنِ مجید ہدایت کا سرچشمہ ہے جس نے انسانی زندگی کی عزّت قائم کی اور ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اپنی تعلیمات اور حُسنِ کردار سے انسانیت کا احترام کرنا سکھایا ہے، حجۃ الوداع کے موقع پر آں حضرت ﷺ نے انسانیت کی تعظیم کا جو درس دیا ہے اُس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! تمھارا رب ایک ہی ہے۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیے گئے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ کا مالک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے اور نہ کوئی عجمی عربی کے مقابلے میں برتر ہے"۔

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ حسنِ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا اور کسی کی مدد کرنے میں کبھی کافر و مشرک اور مسلمان میں امتیاز نہ برتا۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کی مدد فرمائی۔ آپ ﷺ احترامِ انسانیت کا پیکرِ عظیم ہیں۔ شہرِ طائف میں جب آپ ﷺ تبلیغِ اسلام کے لیے حضرت زید بن حارثہؓ کے ہم راہ تشریف لے گئے تو طائف کے سرداروں نے شہر کے آوارہ لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا، جنھوں نے پتھروں کی بارش کر کے آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ آپ ﷺ رحمتِ عالم ہیں، لہٰذا آپ ﷺ نے احترامِ انسانیت کی عظیم مثال قائم کرتے ہوئے انھیں معاف کر دیا۔

فتحِ مکّہ کے موقعے پر جب آپ ﷺ فاتح بن کر مکّے میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنے ہر دشمن سے گِن گِن کر بدلہ لے سکتے تھے، لیکن رحمتِ دو جہاں نے اس موقعے پر بھی احترامِ انسانیت کی عظیم مثال قائم کی اور کسی سے بدلہ نہ لیا بلکہ عام معافی کا اعلان فرمایا۔

آپ ﷺ نے احترامِ انسانیت کا درس دیتے ہوئے لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک کی ہدایت فرمائی۔ آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھو اور اُن سے اُن کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی غلام سے بھی تُرش لہجے میں بات نہ کی۔ ایک دفعہ آپ ﷺ صحابہؓ کے حلقے میں تشریف فرما تھے کہ مدینے کی ایک غریب لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ یہ سُن کر آپ ﷺ اُٹھے اور اُس لونڈی کی بات سُنی۔

معاشرے میں ہم پر بہت سے لوگوں کے حقوق عائد ہوتے ہیں خاص طور پر والدین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، بڑوں کے حقوق، چھوٹوں کے حقوق اور اساتذہ کے حقوق وغیرہ۔ احترامِ انسانیت کے زُمرے میں ان تمام حقوق کا احسن طریقے سے ادا کرنا بھی ہماری ذمّے داری ہے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: "خبردار! راستے میں نہ بیٹھنا۔" صحابہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ اگر کبھی مجبوری ہو تو؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجبوراً راستے میں بیٹھنا ہو تو پھر اُس کا حق ادا کرو" صحابہؓ نے پوچھا: "راستے کا کیا حق ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "راستے کا حق یہ ہے کہ گزرنے والوں کے لیے رکاوَٹ (تکلیف) نہ بنو۔"

آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ راستے میں لوگوں کے لیے رکاوٹ (تکلیف) بننا نہ

صرف غلط عمل ہے بلکہ یہ احترامِ انسانیت کے بھی منافی ہے۔ کیوں کہ جب کوئی راستے میں گاڑی پارک کرتا ہے، راستے میں دُکان لگاتا ہے، راستے میں فنکشن کرتا ہے یا راستے میں کرکٹ وغیرہ کھیلتا ہے تو وہ ہر اُس شخص کے لیے تکلیف اور پریشانی کا باعث بنتا ہے جو راستے سے گزر رہا ہوتا ہے۔ پس انسانی حقوق کی ادائی بھی احترامِ انسانیت کا ایک اہم تقاضا ہے۔

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) احترامِ انسانیت سے کیا مراد ہے؟

(ب) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزّت والا کون ہے؟

(ج) احترامِ انسانیت کے حوالے سے قرآن پاک کی کیا تعلیم ہے؟

(د) حجۃُ الوداع کے موقعے پر انسانی مساوات کے متعلق رسول پاک ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

(ہ) راستے کا ہم پر کیا حق ہے؟

سوال نمبر۲: سبق کے مطابق درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) اشرف المخلوقات کہتے ہیں:

(۱) فرشتوں کو (۲) جنّوں کو (۳) انسانوں کو (۴) حُوروں کو

(ب) طائف میں آپ ﷺ کے ہم راہ تھے:

(۱) حضرت ابوبکرؓ (۲) حضرت اُسامہؓ (۳) حضرت زیدؓ (۴) حضرت علیؓ

(ج) آپ ﷺ نے غلاموں کے بارے میں فرمایا:

(۱) ان کا خیال رکھو (۲) ان سے کام لو (۳) انھیں گھر سے باہر رکھو (۴) انھیں الگ رکھو

(د) قرآن پاک نے انسانی زندگی کی قائم کی:

(۱) عمارت (۲) تنظیم (۳) حُرمت (۴) دوستی

سوال نمبر۳: درجِ ذیل تراکیب کا مطلب لکھیے:

حسنِ کردار۔ تبلیغِ اسلام۔ حجۃُ الوداع۔ اشرفُ المخلوقات۔ رحمتِ عالَم

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

امتیاز۔ بدلہ۔ تقویٰ۔ علَم بردار۔ احترام

سوال نمبر۵: سبق کے مطابق خالی جگہیں مناسب لفظوں سے پُر کیجیے:

(الف) قرآن مجید۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا سر چشمہ ہے۔

(ب) کسی عربی کو کسی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔

(ج) آدم علیہ السّلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے پیدا کیے گئے۔

(د) آپ ﷺ نے راستے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ادا کرنے کی بھی تعلیم دی۔

(ہ) دینِ اسلام امن و سلامتی کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

سرگرمیاں:

☆ طلبہ سیرت النبی ﷺ کی مختلف کتابوں سے اس عنوان پر 150 الفاظ کا مضمون لکھیں۔

☆ احترامِ انسانیت کے موضوع پر ہر طالب علم تین تین جملے لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کرے۔

ہدایات برائے اساتذہ:

☆ سیرتُ النّبی ﷺ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے طلبہ کو مزید معلومات بہم پہنچائیے۔

☆ اس موضوع پر طلبہ سے 4 منٹ کی زبانی تقریر کروائیے۔

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عَنہا

حاصِلاتِ تعَلُّم : یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) دُرست لب و لہجے سے عبارت خوانی کریں گے۔ (۲) حضرت زینبؓ کی شجاعت،، ہمّت اور زندگی کے حالات بیان کریں گے۔ (۳) واقعہ/ کہانی/ مضمون پڑھنے، سمجھنے اور لکھنے کی مہارت حاصل کریں گے۔ (۴) سابقے لگا کر لفظ سازی کریں گے۔
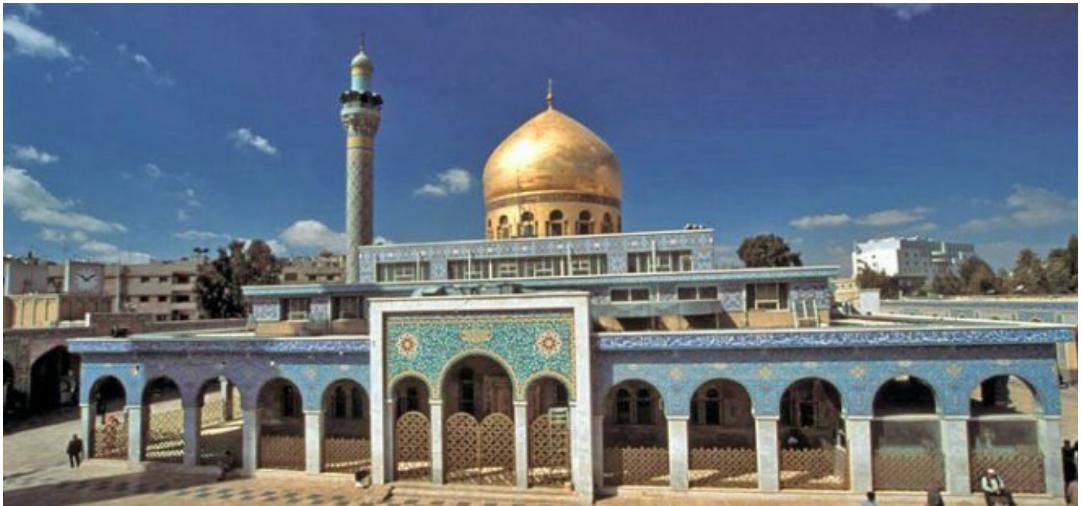
حضرت زینب رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نواسی اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کی بہن تھیں۔ مسلمان خواتین میں حضرت زینبؓ کی شخصیت ایک مُنفرِد اور تاریخ ساز حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے موقعے پر جو کردار ادا کیا اور بہن کی حیثیت سے جس جرأت کے ساتھ ذمّے داریاں نبھائیں وہ بے مثال ہیں۔ اسی لیے تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا گیا ہے جو رہتی دنیا تک روشن رہے گا۔

حضرت زینبؓ ۵ ہجری میں پیدا ہوئیں۔ ابھی بہ مشکل پانچ چھے برس ہی کی تھیں کہ والدہ ماجدہ حضرت فاطِمۃ الزَّہرا ؓ کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے یہ صدمہ دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا اور بچپن کی شوخیوں کی جگہ سنجیدگی کو اپنی ذات کا حصّہ بنالیا۔ والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد اپنے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال میں اپنے والدِ ماجد حضرت علیؓ کی معاون بن گئیں۔

آپ کی شادی حضرت جعفر طیّارؓ کے فرزند حضرت عبداللہ سے ہوئی۔ آپ شادی کے بعد بھی حضرت علیؓ کے پاس کُوفے ہی میں مقیم رہیں تاکہ چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں حضرت علیؓ کا ہاتھ بٹا سکیں اور اُن کی خدمت بھی کرسکیں۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منوّرہ تشریف لے آئیں۔

حضرت زینبؓ اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے بہت متاثر تھیں۔آپ نے حضرت علیؓ سے دلیری اور حق گوئی کی صفات حاصل کیں۔قدرت نے آپ کو انصاف اور جُرأت کی گراں قدر خوبیاں ورثے میں عطا فرمائی تھیں۔آپ کو قرآن و حدیث پر بھی عبور حاصل تھا۔خواتین دین کا علم حاصل کرنے کے لیے دُور دُور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔آپ انھیں دینی مسائل سے آگاہ کرتیں۔آپ کے اسی علمی مرتبے کی وجہ سے آپ کو''عقیلۂ بنی ہاشم'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جس کے معنی ہیں''ہاشمی خاندان کی عقل مند خاتون''۔

حضرت امام حسینؓ نے جب دیکھا کہ حاکمِ وقت دین کے اصولوں سے ہٹ گیا ہے اور اپنی ذاتی بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہے، تو آپ نے اسلام کے تحفّظ اور دینِ حق کے استحکام کے لیے کربلا کا سفر اختیار فرمایا۔حضرت زینبؓ جانتی تھیں کہ یہ راستہ کس قدر پُر خطر ہے، لیکن آپ نے اپنے بھائی کو تنہا چھوڑنا گوارا نہ کیا۔آپ اپنے شوہر سے اجازت لے کر نہ صرف خود حضرت امام حسینؓ کے ساتھ روانہ ہوئیں بلکہ اپنے دونوں جگر گوشوں، عَون و محمد کو بھی ہم راہ لے لیا۔ یہ دونوں فرزند، اللہ کی راہ میں اپنے عظیم ماموں سے وفاداری کا حق ادا کرتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر سرفراز ہوئے۔ حضرت زینبؓ کی یہ قربانی بھی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔آپ نے ثابت کر دیا کہ راہِ حق میں آگے بڑھنے والے قدموں کا ساتھ دینا، دین کا اہم فریضہ ہے۔

سانحۂ کربلا میں جب حضرت امام حسینؓ اور ان کے جاں نثار ساتھی شہید ہو گئے تو پس ماندہ خواتین اور بچّوں کے لیے غم واندوہ، خوف و ہراس، مایوسی اور سراسیمگی کے ان لمحات میں حضرت زینبؓ ہی ان کا سہارا بنیں۔آپ نے اس وقت کمالِ صبر و اِستِقامت سے کام لیا۔اس لُٹے پِٹے قافلے کی سالار کی حیثیت سے آپؓ نے بے مثال قائدانہ صلاحیتوں کا اظہار کیا۔

کربلا کے غم زدوں کا یہ قافلہ جب یزید کے دربار میں پہنچا تو حضرت زینبؓ نے یزید کے سامنے جو تقریر فرمائی وہ آپ کی جرأت و بے باکی، دانائی اور تَدَبُّر کی اعلیٰ مثال ہے۔ یہ تقریر جچے تُلے الفاظ، مضبوط دلائل اور پُر وقار انداز کا اعلیٰ نمونہ ہے جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔ یہ وقت وہ تھا جب ان کا دل اپنے حق گو بھائی کی شہادت، اپنے پیارے بچّوں کی جدائی اور خاندان کی تباہی کے صدمے سے چُور چُور تھا۔شدید بے بسی کا عالم تھا۔چاروں طرف دشمنوں کا گھیرا تھا۔آپ کو یہ بھی علم تھا کہ یہ سنگ دل لوگ ان کے ساتھ اور یتیم بچوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ایسے نازک اور پُر خطر وقت میں ثابت قدمی کا ثُبوت دینا اور جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہنا کوئی آسان بات نہ تھی، مگر حضرت زینبؓ نے ثابت کر دیا کہ مومن مرد ہو یا خاتون، اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا اور اس کی زبان سے کلمۂ حق کے سوا کچھ نہیں نکل سکتا۔

جابر حاکم کے رُو بہ رُو یہ کہنا کتنا مشکل ہے: ''اللہ کی قسم میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور اس کے سوا کسی سے شکوہ نہیں کرتی، مگر ہمارے خاندان کے قتل سے بے حیائی کا جو دھبّا تو نے اپنے دامن پر لگایا ہے وہ قیامت تک مٹ نہ سکے گا۔''

حضرت زینبؓ کا ایمان تھا کہ ظالم کے ظلم کی پردہ پوشی کرنا بھی ظلم کا ساتھ دینے کے مُترادِف ہے۔ چناں چہ جب اہلِ کوفہ خاندانِ رسالتؐ کی غریب الوطنی پر آنسو بہا رہے تھے تو حضرت زینبؓ نے فرمایا:

''اے کوفے والو! تمھاری مثال اُس عورت کی سی ہے جو اپنی رسی مضبوط بٹتی ہے اور پھر خود ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے۔ تم نے اپنے وعدوں کو توڑ ڈالا۔ قسمیں کھا کھا کر پلٹ جانے والو! تم نے کس بُری طرح اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ اب اللہ کے غضب سے ڈرو اور اس کے عذاب کے لیے تیار رہو... کوفیو! تم نے وہ کام کیا ہے جس کے سبب قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے، زمین شَق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔''

دین کی راہ میں بڑی سے بڑی مشکل کس حوصلے اور پختہ عزم کے ساتھ برداشت کی جا سکتی ہے۔ اس کا بہترین نمونہ حضرت زینبؓ نے پیش کیا جو مسلمان خواتین کے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔

مشق

سوال نمبر ۱: درجِ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) ''عقیلۂ بنی ہاشم'' کے کیا معنی ہیں؟

(ب) یزید کے سامنے حضرت زینبؓ نے کیا بات کہی؟

(ج) سانحۂ کربلا کے بعد حضرت امام حسینؓ کے خاندان کو کن حالات کا سامنا کرنا پڑا؟

(د) سانحۂ کربلا کے بعد حضرت زینبؓ نے کیا کردار ادا کیا؟

(ہ) حضرت زینبؓ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

سوال نمبر ۲: مفہوم واضح کیجیے: روشن مینار۔ سنہری حروف میں لکھا جانا۔ متاثر ہونا۔ رہتی دنیا تک۔ غریب الوطنی۔ گراں قدر۔

سوال نمبر ۳: اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

استحکام۔ سرفراز ہونا۔ قائدانہ صلاحیت۔ سراسیمگی۔ صبر و استقامت۔ سنگ دل۔ پردہ پوشی

سوال نمبر ۴: درجِ ذیل درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) حضرت زینبؓ کی پیدائش کا سال ہے:

(۱) ۴ ہجری (۲) ۵ ہجری (۳) ۶ ہجری (۴) ۷ ہجری

(ب) اپنی والدہ کی وفات کے بعد حضرت زینبؑ معاون بن گئیں:

(ا) حضرت امام حسنؑ کی (۲) حضرت امام حسینؑ کی (۳) حضرت علیؑ کی (۴) حضرت عباسؑ کی

(ج) حضرت زینبؑ اپنے فرزندوں کے ہم راہ چلی گئیں:

(ا) مکّہ معظّمہ (۲) مدینہ منورہ (۳) کوفہ (۴) کربلا

(د) حضرت زینبؑ نے نہایت جرأت سے تقریر فرمائی:

(ا) مدینے میں (۲) مکّے میں (۳) کوفے میں (۴) کربلا میں

☆ یہ الفاظ پڑھیے:

اَٹوٹ، اَن جان، با قاعدہ، بے قاعدہ، لا علاج

ان لفظوں میں ہر لفظ کے شروع میں ایک علامت لگی ہوئی ہے: اَ، اَن، با، بے، لا، ان علامتوں کو سابقہ کہتے ہیں۔ کسی لفظ کے شروع میں ایسی علامتوں (سابقوں) کے لگانے سے ایک نیا لفظ بن جاتا ہے۔

سوال نمبر ۵: آپ درجِ بالا اِن علامتوں (سابقوں) سے تین تین نئے لفظ بنائیے:

سوال نمبر ٦: کالم "الف" میں حضرت زینبؑ کے حوالے سے دیے گئے رشتوں کو کالم (ب) کی شخصیات سے ملائیے:

(الف)	(ب)
والدہ	حضرت امام حسینؑ
والد	عون و محمد
بھائی	حضرت جعفر طیّارؓ
فرزند	حضرت فاطمۃ الزّہراؑ
سُسر	حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ

سرگرمیاں ☆ طلبہ حضرت زینبؑ کی تقریر ایک چارٹ پر لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ طلبہ حضرت زینبؑ کی زندگی کے حوالے سے 100 الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (ا) حضرت زینبؑ کی زندگی کے بارے میں دیگر کتابیں پڑھ کر طلبہ کو ان کے مزید حالاتِ زندگی بتائیے۔ (۲) کسی اور بہادر مسلم خاتون کے حالاتِ زندگی بیان کیجیے۔

نعت

حاصلاتِ تعلّم: یہ نعت پڑھ کر طلبہ: (۱) عظمتِ رسول ﷺ بیان کریں گے۔ (۲) مصرعوں کو نثر میں تبدیل کریں گے۔ (۳) نئے لفظوں کے معنی تحریر کریں گے۔ (۴)۔ نعت میں ردیف کو پہچانیں گے۔ (۵) مصرعے درست ترتیب سے لکھیں گے۔
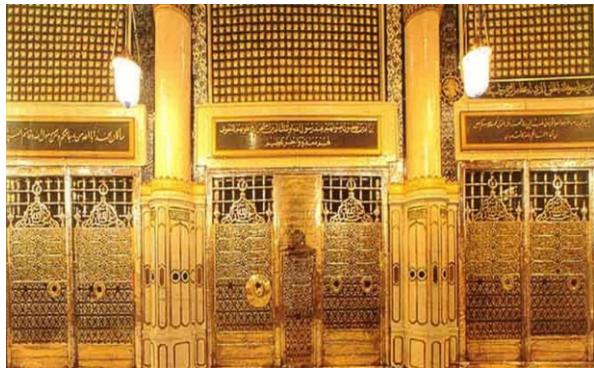
دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمھی ﷺ تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمھی ﷺ تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ اَلَست سے
اُس نُورِ اوّلیں کا اُجالا تمھی ﷺ تو ہو

سب کچھ تمھارے ﷺ واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اُولیٰ تمھی ﷺ تو ہو

جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تمھی ﷺ تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاج دارِ یثرب و بطحا! تمھی ﷺ تو ہو

دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر، وہ تنہا تمھی ﷺ تو ہو

(مولانا ظفر علی خاں)

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) شاعر نے حضور ﷺ کو بے نظیر یعنی بے مثال کیوں کہا ہے؟
(ب) ''جلتے ہیں جبرئیل کے پر'' یہ کس واقعے کی طرف اشارہ ہے؟
(ج) ''غایت'' کہتے ہیں ''مقصود'' یا ''ہدف'' کو۔ غایتوں سے کیا مطلب ہے؟
(د) دوسرے، تیسرے اور چوتھے شعر کا مفہوم بیان کیجیے۔
(ہ) نعت میں استعمال ہونے والی ردیف بتائیے۔

سوال نمبر۲: درجِ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معنی لکھیے:

شبِ تارِ الست ۔نُورِ اوّلیں ۔شناسا۔تاج دار۔بطحا۔

سوال نمبر۳: درجِ ذیل شعر کو نثر میں تبدیل کیجیے:

دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے : جس کی نہیں نظیر، وہ تنہا تمھیؐ تو ہو

سوال نمبر۴: کالم (الف) کے مصرعے سے کالم (ب) کا مصرع ملائیے:

(الف)	(ب)
سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا	اے تاج دارِ یثرِب و بَطحا،تمھیؐ تو ہو
گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے	ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمھیؐ تو ہو
دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمھیؐ تو ہو	سب غایتوں کی غایتِ اُولیٰ تمھیؐ تو ہو

سوال نمبر۵: درجِ ذیل دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) سب کچھ پیدا کیا گیا:

(۱) انسان کے لیے (۲) انبیا علیہم السّلام کے لیے (۳) آدم علیہ السّلام کے لیے (۴) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

(ب) گرتے ہوؤں کو کس نے تھام لیا؟

(۱) والدین نے (۲) استاد نے (۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے (۴) رضا کار نے

(ج) شاعر نے کس کی تمنا سے دل کو زندہ کہا ہے؟

(۱) جنّت کی (۲) دنیا کی (۳) اعلیٰ رُتبے کی (۴) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

(د) شاعر نے "نورِ اوّلیں" کہا ہے:

(۱) آدم علیہ السّلام کو (۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (۳) ابراہیم علیہ السّلام کو (۴) جبرائیل علیہ السّلام کو

سرگرمیاں: ☆۔ یہ نعت زبانی یاد کیجیے اور جماعت میں ترنّم سے سنائیے۔

☆۔ یہ نعت خوش خط لکھ کر چارٹ کی صورت میں جماعت میں آویزاں کیجیے۔

سوال نمبر۶: اِن الفاظ کے دُرست تلفظ کی طلبہ سے مشق کرائیے۔

سینۂ شبِ تارِ اَلست ، نُورِ اوّلیں ، غایتوں ، غایتِ اُولیٰ ، یثرِب و بطحا

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) تختۂ تحریر پر مختلف ردیفوں کے تین، چار شعر لکھ کر طلبہ سے ردیفیں معلوم کیجیے۔
(۲) طلبہ سے مختلف نعتوں کے چند اشعار لکھوا کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کیجیے۔

سائنسی اِنقلاب

حاصِلاتِ تَعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) مخصوص تلفظ اور رموزِ اوقاف کا لحاظ کرتے ہوئے عبارت پڑھیں گے۔
(۲) سائنس کی ترقی پر گفتگو کریں گے۔ (۳) سائنس کی اہمیت اور افادیت پر مضمون لکھیں گے۔

انسان جیسے جیسے پتھر کے دور سے نکلتا گیا اس کی ضروریات بڑھتی گئیں، اِس کے ساتھ ساتھ عقل و شعور میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور انسانی ضرورتیں پورا کرنے کی ذمّے داری سائنس دانوں نے اٹھائی اور نت نئی ایجادات کرتے رہے۔ صدیوں پہلے یہ رفتار کم تھی لیکن موجودہ دور میں ایسی ایسی ایجادات سامنے آ رہی ہیں کہ عقل دنگ رہ جائے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی ہو، طبّ و جراحت ہو یا صنعت و حرفت، غرض کہ ہر میدان میں ہونے والی کار آمد ایجادات آج ہماری زندگی کا اہم جُز بن چکی ہیں۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ایسی بہت سی ایسی ایجادات ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ٹیلی فون ۱۸۷۶ء میں الیگزینڈر گراہم بیل نے ایجاد کیا، جو ابتدا میں کم فاصلے تک بات کرنے کے لیے استعمال ہوتا تھا لیکن بعد میں ملکوں اور براعظموں کے درمیان بات کرنے کا ذریعہ ہو گیا۔ اس طرح یہ تیز ترین پیغام رسانی کا وسیلہ قرار پایا۔ اس کی جدید شکل موبائل فون ہے۔ موبائل کی ایجاد نے انسانی زندگی کو آسان تر بنا دیا ہے۔ اس کی مدد سے بل جمع کرا سکتے ہیں، بینک سے پیسے ٹرانسفر کرا سکتے ہیں۔ نیز انٹرنیٹ استعمال کر سکتے ہیں۔
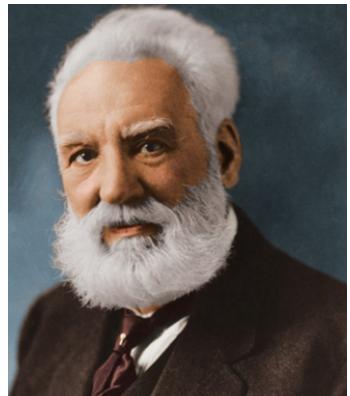
اسی طرح چارلس بے بیج نے کمپیوٹر ایجاد کر کے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اب یہ دفتروں اور اسکولوں کی ضرورت بن چکا ہے اور بہ طور مضمون قومی نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے بہت سارے کام ممکن ہو گئے ہیں۔ یہ علمی، سائنسی اور معاشرتی ضروریات پوری کرتا ہے ۔ اس سے ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، کاروباری حضرات، اساتذہ اور طلبہ سب ہی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔
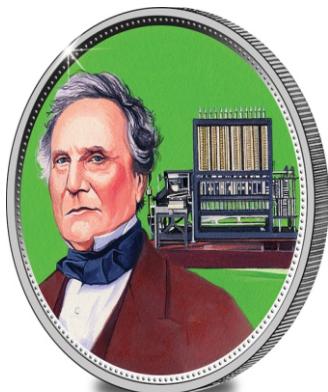
کھانے پینے کی چیزیں محفوظ کرنا اور ٹھنڈا پانی حاصل کرنا انسان کی اہم ضرورت ہے۔اس ضرورت کے لیے۱۹۱۳ء میں فریڈ ڈبلیو وولف نے گھریلو "ریفریجریٹر" ایجاد کیا، جسے ۱۹۲۹ء میں فری اُون نے جدید شکل دی ۔اس سے گھریلو زندگی آسان ہوگئی۔خبریں ہوں، نئی معلومات ہوں، کھانا پکانے کی ترکیبیں، تفریحی، تعلیمی، تحقیقی یا ادبی پروگرام دیکھنے ہوں تو ٹیلی ویژن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ریڈیو تو پہلے ہی ایجاد ہو چکا تھا،لیکن TV میں آواز کے ساتھ تصویریں بھی آتی ہیں۔اس سے گھر بیٹھے لوگوں کو تفریح میسر آگئی ہے۔اب تو بے شمار چینل ہیں اور ڈش اینٹینا، کیبل سروس نے ٹی وی کی کارکردگی بڑھادی ہے۔یہ بچوں اور بوڑھوں سب کے لیے دل چسپی کا باعث ہے۔اب تو جدید صورت میں LCD (Liquid Crystal Display) اور LED (Light Emitting Diode) بھی آگئے ہیں،جن پر ہم اپنی پسند کے پروگرام دیکھ سکتے ہیں۔

پہلے آمد و رفت کے ذرائع محدود اور دِقّت طلب تھے،لیکن موجودہ دور میں آرام دہ بسیں، ٹرینیں، تیز رفتار کاریں، موٹر سائیکلیں، جہاز؛ یہ سب سائنسی ایجادات ہیں۔سب سے پہلے بھاپ کا انجن ۱۸۳۰ء میں اسٹیفن سن نے ایجاد کیا تھا جس نے نقل و حمل میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا، اب تیل اور بجلی سے چلنے والے تیز رفتار انجن ایجاد ہو چکے ہیں بلکہ ہوائی جہاز اور بحری جہاز میں حیران کن ترقی ہوئی اور سمندر کی تہہ میں چلنے والی آبدوزیں بھی ایجاد ہوگئیں۔یہ سب چیزیں انسان کے فائدے کے ساتھ ساتھ جنگوں میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔جیسے جیسے انسانی عقل کے دروازے کھلتے گئے ویسے ویسے نت نئی ایجادات نے اتنی ترقی کر لی کہ وہ خلا کی وسعتوں میں پہنچ گئے اور خلائی راکٹوں کی مدد سے خلائی وسعتوں کے راز اِفشا کرنے لگے جس نے موسم سے متعلق پیشین گوئی کو آسان بنادیا۔

سائنسی ایجادات کی بہ دولت زراعت اور صنعت میں بھی حیرت انگیز انقلابات برپا ہُوئے ہیں۔انسان تیسری صدی قبلِ مسیح میں بھی لفٹ کا استعمال کرتا تھا جو انسانوں اور حیوانوں کے ذریعے چلائی جاتی تھی۔۱۸۵۳ء میں ایلیشا اوٹس نے جدید لفٹ تیار کی۔یہ بھاپ سے چلائی جاتی تھی۔اب بجلی سے چلتی ہے۔سائنس دان تھم مونیر نے ۱۸۳۰ء میں سلائی مشین ایجاد کر کے ذرائع آمدنی میں اضافہ کیا، جو اب جدید شکلوں میں فیکٹریوں میں استعمال ہو رہی ہے اور پوری دنیا میں اس کی بہ دولت لباس کے نت نئے ڈیزائن دستیاب ہیں۔دوسری جانب فصل اکٹھی کرنے کے لیے رِیپر مشین کے آجانے سے کسانوں کو سخت محنت سے نجات مل گئی ہے۔

طب کے میدان میں ۱۹۷۵ء میں سی۔اے۔ٹی۔اسکین مشین نے انسانی جسم کے کسی بھی عضو میں بیماریوں کی نشان دہی کر کے علاج میں آسانی فراہم کردی۔غرض کہ سائنسی ایجادات کی بہ دولت انسانی زندگی میں انقلاب آگیا ہے۔خودکار، طاقت ور مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں جو زندگی کو آسان تر بنا رہی ہیں۔

مزدوروں کا کام مشینیں کر رہی ہیں، مہینوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے۔دفاع کے میدان میں روز بہ روز نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں اور ایٹمی توانائی کو استعمال میں لایا جا رہا ہے۔اسی لیے کہا جاتا ہے:"ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جدید دور کی ایجادات پوری احتیاط اور ذمے داری سے استعمال کریں۔

سوال نمبر۱: درجِ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے:

(الف) جدید دور کی کوئی پانچ ایجادات تحریر کیجیے۔

(ب) صنعتی ترقی میں ایجادات کا کیا کردار ہے؟ تحریر کیجیے۔

(ج) موجودہ دور میں ٹیلی فون اور کمپیوٹر کا استعمال کہاں کہاں ہو رہا ہے؟

(د) ٹیلی ویژن کے کوئی پانچ فوائد بیان کیجیے۔

سوال نمبر۲: درجِ ذیل درست جوابات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) ٹیلی فون ایجاد کیا تھا:

(۱) گراہم بیل نے (۲) ریچرڈ ایچ فرینکل نے (۳) فریڈ ڈبلیو وولف نے (۴) چارلس بے بیج نے

(ب) گھریلو ریفریجریٹر کی ایجاد کا سہرا ان کے سر ہے:

(۱) فری اون (۲) جیمز واٹ (۳) فریڈ ڈبلیو وولف (۴) اسٹیفن سن

(ج) تفریحی، تعلیمی، تحقیقی، اور ادبی پروگرام دیکھنے کا عام ذریعہ ہے:

(۱) ٹیلی فون (۲) انٹرنیٹ (۳) ٹیلی ویژن (۴) موبائل فون

(د) تھم مونیر نے ایجاد کی تھی:

(۱) سی۔اے۔ٹی۔اسکین مشین (۲) سلائی مشین (۳) لفٹ مشین (۴) ریپر مشین

سوال نمبر۳: درجِ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) ۱۹۷۵ء میں ـــــــــــــــــــــــ مشین ایجاد ہوئی۔

(ب) ٹیلی فون ـــــــــــــــــــــــ میں ایجاد کیا گیا۔

(ج) ٹیلی ویژن کی جدید شکل LED اور ـــــــــــــــــــــــ ہے۔

(د) بھاپ کا انجن ـــــــــــــــــــــــ نے ایجاد کیا تھا۔

سوال نمبر۴: درجِ ذیل دُرست بیان کے آگے (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) آبدوزیں ہوائی جہاز تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ (   )

(ب) بھاپ سے چلنے والا انجن جیمز واٹ نے ایجاد کیا تھا۔ (   )

(ج) انسانی جسم کے کسی بھی عضو کی بیماری کی نشان دہی سی۔ اے۔ ٹی اِسکین مشین سے ہوتی ہے۔ (   )

(د) جہاز کی مدد سے موسموں کی پیشین گوئی ممکن ہے۔ (   )

سوال نمبر۵: درج ذیل (الف) کالم کے الفاظ کو (ب) کالم کے الفاظ سے ملائیے:

(الف)	(ب)
ٹیلی فون	فریڈ ڈبلیو وولف
کمپیوٹر	ایلیشا اوٹس
ریفریجریٹر	گراہم بیل
سلائی مشین	چارلس بے بیج
لفٹ	تھمو نیر

سرگرمی: ☆ طلبہ گروپوں میں تقسیم ہو کر سائنسی ایجادات کی فہرست تیار کریں۔

☆ طلبہ گروپوں میں تقسیم ہو کر سائنسی ترقی پر گفتگو کریں اور ہر گروپ گفتگو کے اہم نکات نوٹ کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کرے۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو ماضی اور حال کے سائنسی ارتقا سے متعلق تفصیل بتائیے۔
(۲) مسلمان سائنس دانوں کا سائنسی ترقی میں کردار بیان کیجیے۔

مِلّی وحدت

حاصِلاتِ تَعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) ملّی وحدت کے بارے میں اپنے خیالات بیان کریں گے۔ (۲) اہم قومی و معاشرتی موضوع پر مضمون لکھیں گے۔ (۳) ملّی وحدت نہ ہونے کے نقصانات بیان کریں گے۔ (۴) محاوروں کا جملوں میں استعمال سیکھیں گے۔

اسکول کے اسٹاف روم میں اقبال صاحب اخبار کے مطالعے میں مستغرق تھے کہ اچانک اُن کے سامنے میز پر رکھے ہوئے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ غیر ارادی طور پر ان کی نظر موبائل فون پر پڑی۔ ان کے بھانجے جنید کا میسج آیا تھا۔ انھوں نے اخبار ایک طرف رکھ دیا اور میسج پڑھنے کے لیے اپنا موبائل فون اٹھایا۔

جنید نے لکھا تھا: "ماموں جان! السّلام علیکم، 5 فروری کو یومِ کشمیر کے سلسلے میں **"ملی وحدت"** کے موضوع پر ایک تقریر کرنی ہے۔ اس کی تیاری کے لیے آپ کی مدد درکار ہے"۔

میسج پڑھ کر اقبال صاحب مسکرائے اور اُسی لمحے اپنے بھانجے کو جوابی میسج بھیج دیا، جس میں انھوں نے لکھا کہ میں اس وقت اسکول میں ہوں۔ ان شاء اللہ آج رات اس موضوع پر مضمون تیار کر کے تمھیں ای میل کر دوں گا۔

اقبال صاحب "مطالعہ پاکستان" کے استاد تھے۔ مِلّی وحدت کے حوالے سے بہت کچھ جانتے تھے لیکن اس کے باوجود مضمون کی تیاری کے لیے انھوں نے مختلف کتابوں کی ورق گردانی کو مقدّم جانا۔

عام طور پر دوپہر کو وہ آرام کرتے تھے، لیکن آج انھوں نے مضمون کی تیاری کے لیے اپنا آرام ترک کر دیا اور شام تک مطالعے کے کمرے ہی میں رہے۔ آخر کار مضمون لکھنے کے لیے بہت سا مواد جمع کر لیا جس کی مدد سے انھوں نے مضمون اس طرح لکھا:

یہ کائنات ہمارے پروردگارِ عالم کا عظیم عطیہ ہے اور اس ارض و سما میں انسانیت کی بقا کا جو نظام کارفرما ہے، وہ ہے "جذبِ باہمی جس انسانی گروہ نے بھی جذبِ باہمی کو سمجھا اُس نے کائنات کو تسخیر کیا کیوں کہ جذبِ باہمی اور یک جہتی وہ عظیم قوتیں ہیں جو نہ صرف ہر مشکل کو آسان بنا دیتی ہیں بلکہ ناممکن کو بھی ممکن کر دیتی ہیں۔ مثلاً: چیونٹی اگرچہ جسامت میں بہت چھوٹی اور ناتواں ہوتی ہے لیکن بہت سی چیونٹیاں مل کر اپنے سے کئی گنا بڑی مردہ ٹڈی کو اپنی خوراک کا ذریعہ بنانے کے لیے گھسیٹ کر لے آتی ہیں۔ دینِ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو باہم ایک ہونے اور مل جل کر رہنے کا پیغام دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو"۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ملّتِ اسلامیہ کو ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "اُمتِ مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے جسم کے کسی حصے میں بھی تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے"۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: "تمام مسلمانوں کی مثال ایک عمارت کی سی ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کے سہارے قائم رہتی ہے۔"

دینِ اسلام کے نقطۂ نظر سے دنیا کے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لیے اگر دنیا کے کسی بھی خطے میں کسی مسلمان پر ظلم ہوتا ہو، وہ ظلم خواہ فلسطین میں ہو یا برما میں، عراق میں ہو یا شام میں یا بھارت اور کشمیر میں ہو، ہر مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا دُکھ ضرور محسوس کرنا چاہیے اور اُس ظلم کے خاتمے کے لیے کوشش بھی کرنی چاہیے۔ پاکستان میں ان مظلوم مسلمانوں سے اظہارِ یک جہتی کے لیے آئے دن مظاہرے اور مذاکرات ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ احتجاجی مظاہرے ہی کافی نہیں ہیں اس ضمن میں عالمِ اسلام کو مل کر ظلم و بربریت کے خلاف مُوثّر انداز سے آواز اُٹھانی چاہیے۔

جب تک عالمِ اسلام متحد تھا اور اُس میں عالم گیر اُخوت موجود تھی مسلمان زمانے میں معزز تھے۔ اسلام کا ظہور ہوا تو اُس کی آواز نہ صرف صحرائے افریقہ میں بلند ہوئی بلکہ دیوارِ چین سے بھی صدائے لا الٰہ الا اللہ کی بازگشت گونجی۔ مسلمانوں کے اتحاد اور مِلّی وحدت نے ساری دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ مگر، جب ملتِ اسلامیہ انتشار کا شکار ہوئی تو غیر مسلم قوتوں نے سازش کر کے مسلمانوں کو جُدا جُدا اور کمزور کر دیا۔ پہلی عالمی جنگ میں مسلمانوں کی فوجی، معاشی اور سیاسی طاقت کو بری طرح نقصان پہنچا۔ ترکی میں مسلمانوں کی خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اتحادِ ملّی کا نعرہ لگانے والے مسلمانوں میں برّصغیر سے مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ، علامہ اقبالؒ، مولانا عبید اللہ سندھی اور جمال الدین افغانی اور مراکش سے ایف عبدالکریم وغیرہ شامل تھے۔ ۱۹۶۷ء میں مسلمانوں کے قبلۂ اوّل مسجدِ اقصیٰ کو یہودیوں نے آگ لگا دی۔ غیر مسلم قوتوں نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ غرض مسلمانوں کی نا اتفاقی کا غیر مسلم قوتوں نے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ ان واقعات سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچی لیکن انھی واقعات نے عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو دوبارہ متحدہ قوت بننے کے لیے بھی کسی قدر آمادہ کیا اور مختلف مسلم ممالک میں مسلمانوں کو متحد کرنے کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

موتمر عالمِ اسلامی (کراچی)

بِکھرے ہوئے مسلمانوں کو یک جا کرنے کی خواہش کے تحت **"موتمر عالمِ اسلامی"** کے نام سے ایک فلاحی ادارے کی بنیاد رکھی گئی، جس کا فیصلہ مکہ مکرمہ میں مختلف اسلامی مفکرین کے اجلاس میں ہوا۔

اسلامی ممالک کی تنظیم او۔آئی۔سی قائم ہوئی، جس کا پہلا اجلاس مراکش کے شہر رباط میں ہوا اور دوسرا اجلاس پاکستان کے شہر لاہور میں ہوا۔ یہ تمام کوششیں محض نقطۂ آغاز ہیں۔ ہمیں عالم اسلام کو مِلّی وحدت کی منزل تک پہنچانے کے لیے مل جل کر زیادہ سے زیادہ اور مربوط کوشش کرنی ہوگی اور آپس کی نا اتفاقی ختم کر کے ایک ہونا ہوگا۔ بہ قول علامہ اقبالؒ:

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے — نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ خاکِ کاشغر

اقبال صاحب نے مضمون تیار کر کے اسے کمپیوٹر پر کمپوز کیا اور حسبِ وعدہ وہ مضمون جنید کو ای میل کر دیا۔

جنید نے مضمون موصول ہونے کے بعد اپنے ماموں کا شکریہ ادا کیا اور تقریر کی تیاری شروع کر دی۔

مشق

سوال نمبر۱: درجِ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے:

(الف) ملّی وحدت کا کیا مطلب ہے؟

(ب) مسلمانوں کے باہم ایک ہونے کے بارے میں قرآن پاک میں کیا ارشاد ہوا ہے؟

(ج) مسلمانوں کی وحدت کے بارے میں حضور پاک ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

(د) "موتمر عالمِ اسلامی" کیا ہے؟

(ہ) قبلۂ اوّل "مسجد اقصیٰ" کو کس نے اور کب آگ لگائی تھی؟

سوال نمبر۲: سبق کے مطابق درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) اقبال صاحب اردو کے استاد تھے۔

(ب) کائنات کی تسخیر کے لیے جذبِ باہمی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ج) او۔آئی۔سی کا پہلا اجلاس سعودی عرب کے شہر "جدَّہ" میں ہوا۔

(د) پہلی جنگِ عظیم میں مسلمانوں کی فوجی اور سیاسی طاقت کو بڑا نقصان پہنچا۔

(ہ) حضور پاک ﷺ نے مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے۔

سوال نمبر۳: کالم "الف" کے الفاظ کو کالم "ب" کے مترادف الفاظ سے ملائیے:۔

(الف)	(ب)
مذاکرات	برقیاتی ڈاک
ارض	کمزور
ناتواں	زمین
ترک کرنا	بات چیت
ای میل	چھوڑنا

سوال نمبر۴: درج ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) اقبال صاحب اخبار کے مطالعے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے

(ب) دنیا کے تمام مسلمان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں بھائی بھائی ہیں۔

(ج) یہ کائنات ہمارے پروردگارِ عالَم کا ۔۔۔۔۔۔ عطیہ ہے۔

(د) اسلامی ممالک کی تنظیم کا نام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(ہ) او۔آئی۔سی کا پہلا اجلاس ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے شہر رباط میں ہوا۔

سوال نمبر۵: درج ذیل محاورے اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ورق گردانی کرنا۔ مل جل کر رہنا۔ آواز اُٹھانا۔ پہاڑ توڑ ڈالنا۔ اینٹ سے اینٹ بجانا

سوال نمبر۶: درجِ ذیل میں سے درست جوابات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) یہ شعر شاعر کا ہے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے — نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاکِ کاشغر

(۱) حالی (۲) مولانا ظفر علی خان (۳) اسماعیل میرٹھی (۴) علامہ اقبال

(ب) یومِ کشمیر منایا جاتا ہے:

(۱) ۵ فروری کو (۲) ۱۱ ستمبر کو (۳) ۲۳ مارچ کو (۴) ۱۴ اگست کو

(ج) تمام مسلمانوں کی مثال ہے:

(۱) بھائی بھائی جیسی (۲) سیسہ پلائی ہوئی دیوار جیسی (۳) عمارت جیسی (۴) ایک قوم جیسی

(د) مسلمانوں کو یک جا کرنے کے لیے یہ ادارہ قائم ہوا:

(۱) آر۔سی۔ڈی (۲) سارک (۳) مُؤتمرِ عالمِ اسلامی (۴) او۔آئی۔سی

سرگرمیاں: ☆ طلبہ "مِلّی وحدت" کے عنوان سے ایک سو (۱۰۰) الفاظ پر مشتمل مضمون لکھیں۔

☆ طلبہ "ملی وحدت" نہ ہونے کے نقصانات کا چارٹ تیار کر کے کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کے درمیان ایک تقریری مقابلہ منعقد کیجیے جس میں "مِلّی وحدت" کے فائدے بیان کیے جائیں۔ (۲)۔ "مِلّی وحدت" سے متعلق قرآنِ پاک کی آیت اور رسول پاک ﷺ کی احادیث کا چارٹ تیار کیجیے اور طلبہ سے پڑھوا کر یاد کرائیے۔

شہیدِ پاکستان

حاصلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) سنی ہوئی معلومات کو ترتیب سے بیان کریں گے۔ (۲)۔ روزمرہ کے لحاظ سے غلط جملے دُرست کریں گے۔ (۳۔) حکیم سعید کی زندگی کے بارے میں تحریر کریں گے۔ (۴)۔ تجنیس معنوی میں امتیاز کریں گے۔

مُلک اور قوم کی سچّی اور بے لوث خدمت کرنے والے قوم کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور تاریخ کے صفحات میں ان کے نام جگمگاتے رہتے ہیں۔ حکیم محمد سعید شہید بھی اُنھی شخصیتوں میں سے ہیں جنھوں نے قوم کی تعلیم اور صحت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔

شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید ۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگ چینی ترکستان سے ہجرت کرکے پشاور اور ملتان ہوتے ہوئے دہلی پہنچے تھے۔ آپ کے والد کا نام حافظ عبدالمجید تھا۔ آپ ابھی دو سال کے تھے کہ یتیم ہو گئے۔ چناں چہ آپ کی والدہ رابعہ ہندی نے آپ کی پرورش اور بڑے بھائی حکیم عبدالحمید نے تربیت کی۔

حکیم محمد سعید بچپن ہی سے ذہین اور محنتی تھے۔ ۹ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ابتدائی دینی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی۔ اردو کے علاوہ فارسی، عربی اور انگریزی قابل اساتذہ سے سیکھی۔ ۱۹۳۹ء میں آپ نے حکیم اجمل خان کے قائم کردہ طبّی کالج سے طب کا اعلیٰ امتحان پاس کیا اور مریضوں کی خدمت کرنے لگے۔ اپنے بڑے بھائی حکیم عبدالحمید کے ساتھ مشرقی طب اور دواسازی کے ادارے "ہمدرد" کو ترقی دینے میں مصروف ہو گئے۔

حکیم محمد سعید کو قائداعظم محمد علی جناحؒ سے بہت عقیدت تھی۔ آپ دہلی میں قائداعظمؒ کے گھر جایا کرتے تھے۔ محترمہ فاطمہ جناح بھی آپ کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔ آپ "بچہ مسلم لیگ" میں بھی شامل رہے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے ہندوستان میں رہنا پسند نہیں کیا۔ اپنا کاروبار اور اپنی جائیداد چھوڑ کر ۹ جنوری ۱۹۴۸ء کو ہجرت کر کے پاکستان آ گئے تاکہ اِس نئے ملک کی خدمت کریں اور عوام کی صحت اور تعلیم کے لیے اپنے عزم کے مطابق کام کر سکیں۔

پاکستان میں حکیم محمد سعید شہید کو ابتدا میں بڑی مشکلات پیش آئیں۔ ہر کام نئے سرے سے کرنا پڑا۔ لیکن انھوں نے ہمت نہ ہاری اور پاکستانی عوام کو جہالت اور بیماریوں سے نجات دلانے کے لیے رات دن محنت کی۔

انھوں نے ابتدا میں ایک اسکول میں استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پھر کراچی میں ایک کمرہ کرائے پر لے کر معمولی سے سرمائے سے "ہمدرد مطب" (کلینک) قائم کیا اور پاکستان میں پیدا ہونے والی جڑی بوٹیوں سے دوائیں تیار کر کے بیماریوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ ہمدرد دواخانہ جس کے حکیم محمد سعید تنہا مالک تھے ۱۹۵۳ء میں قوم کے نام وقف کر کے اس کی آمدنی طب، صحت اور تعلیم کے فروغ کے لیے وقف کر دی اور خود نگراں کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ حکیم محمد سعید کو نونہالوں کی تعلیم و تربیت سے خصوصی دل چسپی تھی۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے کئی اہم منصوبے شروع کیے۔

۱۹۵۳ء میں بچوں کا رسالہ "نونہال" شایع کیا۔ بچوں کے لیے پاکیزہ اور مفید کتابیں شایع کرنے کے لیے "نونہال ادب" کا شعبہ ۱۹۸۸ میں قائم کیا۔ خود بھی نونہالوں کے لیے سو سے زائد کتابیں لکھیں۔ ایک بہت اعلیٰ درجے کا اسکول "**ہمدرد پبلک اسکول**" کے نام سے قائم کیا۔ نونہالوں کو جمہوری طور طریقے سکھانے کے لیے "نونہال اسمبلی" کا سلسلہ شروع کیا۔

حکیم محمد سعید شہید ایک طرف بچوں کو علم اور اخلاق سے آراستہ کرنے کے لیے نئی نئی راہیں سوچتے اور ان پر عمل کرتے تو دوسری طرف وہ نوجوانوں کی معیاری تعلیم کے لیے بھی فکر مند رہتے۔ چناں چہ انھوں نے صرف اپنے وسائل سے علم و ثقافت کا ایک بہت بڑا علمی ادارہ "مدینۃ الحکمت" قائم کیا اور اس میں اعلیٰ درجے کی "ہمدرد یونیورسٹی" بھی قائم کی۔ اس یونیورسٹی میں میڈیکل کی قدیم اور جدید تعلیم کے الگ الگ کالج ہیں، جہاں تعلیم پا کر حکیم اور ڈاکٹر پورے ملک کی خدمت کرتے ہیں ان کے علاوہ ہمدرد یونیورسٹی میں علوم اِنصرام (بندوبست کرنا) انفارمیشن ٹیکنالوجی وغیرہ کی بہترین تعلیم دی جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ خدمت خلق کے اور بھی بہت سے کام اسی ہمدرد فاؤنڈیشن ادارے کے تحت ہوتے ہیں جو حکیم محمد سعید نے ۱۹۶۴ء میں قائم کیا تھا۔

۱۹۶۶ء میں حکیم محمد سعید شہید کو "**ستارۂ امتیاز**" کا اعزاز دیا گیا۔ پھر صدرِ پاکستان نے حکیم محمد سعید کی شہادت کے بعد پاکستان کا اعلیٰ ترین سول اعزاز "نشانِ امتیاز" دیا۔ ان کے یومِ ولادت کے حوالے سے حکومتِ پاکستان نے ۹ جنوری کو بچّوں کا قومی دن قرار دیا ہے۔

حکیم محمد سعید وفاقی وزیر بھی رہے اور صوبہء سندھ کے گورنر بھی، لیکن انھوں نے یہ خدمات بلا معاوضہ انجام دیں۔ اس دوران انھوں نے مریضوں کا علاج کرنا چھوڑا نہ دوسرے فلاحی کام بند کیے۔

حکیم محمد سعید شہید کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ ہمیشہ سفید لباس پہنتے تھے۔ وہ ہر ایک سے اخلاق سے ملتے تھے۔ معمولی سے معمولی آدمی بھی ان سے اپنا علاج کرا سکتا تھا۔ وہ وقت کے بڑے پابند تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین

فرماتے تھے۔ انھوں نے کبھی زمین خریدی اور نہ ہی ان کی کوئی جاگیر تھی۔ انھوں نے کوئی جائیداد نہیں بنائی۔

وہ ہر قسم کا تعصّب ختم کر کے تمام پاکستانیوں میں اتحاد اور محبت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ وہ ایک عبادت گزار مسلمان تھے اور ہر پاکستانی میں اسلامی اخلاق پیدا کرنا چاہتے تھے۔ خدمتِ خلق حکیم محمد سعید شہید کی زندگی کا اوّلین مقصد تھا اور خدمت کرتے ہوئے ہی انھوں نے اپنی جان دی۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو انھیں شہید کر دیا گیا۔ حکیم محمد سعید شہید کا نعرہ تھا:

"پاکستان سے محبت کرو" ، "پاکستان کی تعمیر کرو"۔

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حکیم محمد سعید نے طب کی تعلیم کس کالج سے حاصل کی؟

(ب) تعلیم کے میدان میں حکیم صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

(ج) بچوں کی تربیت کے لیے انھوں نے کیا کیا کام کیے؟

(د) حکیم محمد سعید شہید کی زندگی کا اوّلین مقصد کیا تھا؟

(ہ) حکیم محمد سعید شہید کا نعرہ کیا تھا؟

سوال نمبر۲: درجِ ذیل الفاظ اور تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مطب، نونہال، طور طریقے، مشرقی طب، بے لوث۔ معیاری تعلیم

سوال نمبر۳: درجِ ذیل درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) حکیم محمد سعید شہید کو قائدِ اعظم سے تھی:

(۱) امید (۲) عقیدت (۳) چاہت (۴) توقع

(ب) حکیم محمد سعید شہید نے بچوں کا رسالہ شایع کیا:

(۱) تعلیم و تربیت (۲) نونہال (۳) تعلیمِ اسلام (۴) نونہال ادب

(ج) حکیم محمد سعید شہید کو حکومت نے ان کی شہادت پر اعزاز دیا:

(۱) ستارۂ امتیاز (۲) ستارۂ خدمت (۳) نشانِ امتیاز (۴) نشانِ حیدر

(د) حکیم محمد سعید شہید نے بچوں کو جمہوری طور طریقے سکھانے کے لیے سلسلہ شروع کیا:

(۱) ہمدرد پبلک اسکول کا (۲) نونہال رسالے کا (۳) نونہال اسمبلی کا (۴) نونہال ادب کا

سوال نمبر۴: درجِ ذیل جملوں کو درست کر کے لکھیے:

(الف) آپ دہلی میں قائدِ اعظمؒ کے گھر پر جایا کرتے تھے۔

(ب) لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری۔

(ج) انھوں نے بیماریوں سے نجات دلانے کے لیے دن رات محنت کی۔

(د) کل میں نے کراچی جانا ہے۔

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ پر لغت کی مدد سے اعراب لگائیے۔

عزم۔ صحت۔ وقف۔ حفظ۔ امتیاز۔ اخلاق۔ انصرام۔ جمہوری

☆ درج ذیل جملوں کو پڑھیے:

- حکیم محمد سعید نے بچوں کا رسالہ "نونہال" شایع کیا۔
- نونہالوں کو جمہوری طور طریقے سکھانے کے لیے **"نونہال اسمبلی"** کا سلسلہ شروع کیا۔
- ان دونوں جملوں میں لفظ "نونہال" اور "نونہالوں" مختلف معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان لفظوں کے معنوں کا فرق اپنے استاد سے پوچھیے:

سوال نمبر۶: درجِ ذیل الفاظ کو مختلف معنوں کے لحاظ سے اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

میں، ہمدرد، جنگ، جملہ، بس، سواری

سرگرمیاں: ☆ طلبہ، حکیم محمد سعید شہید کی زندگی سے متعلق ترتیب وار چارٹ تیار کریں۔

☆ طلبہ گروپ بنا کر کلاس میں حکیم محمد سعید شہید کے حالات بیان کریں، باقی طلبہ زبانی سنے ہوئے حالات ترتیب سے لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: ۱۔ طلبہ کو حکیم محمد سعید کے حالاتِ زندگی تفصیل سے بتائیے۔

۲۔ ان کی خدمات کا تاریخی لحاظ سے چارٹ تیار کر کے کمرۂ جماعت میں آویزاں کیجیے۔

حُبّ وطن

حاصلاتِ تعلُّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) نظم کو روانی، آہنگ اور مخصوص لب و لہجے سے پڑھیں گے۔ (۲) نظم کا مرکزی خیال بیان کریں گے۔ (۳) نظم کا خلاصہ لکھیں گے۔ (۴) وطن سے محبت کا اظہار کریں گے۔

یہ رَشکِ چمن ارضِ پاکِ وطن
بڑی محترم ہے یہ خاکِ وطن

عطا ہے، عنایت ہے اللہ کی
کہ یہ ایک رحمت ہے اللہ کی

ہمیں قول قائد کا یہ یاد ہے
کہ یہ ملک ملکِ خداداد ہے

ہمارا ہو سب کچھ وطن کے لیے
کہ ہوتے ہیں گل سب چمن کے لیے

رہِ حق کے ہم سارے راہی بنیں
وطن کے جیالے سپاہی بنیں

لگیں سب کے سب کارِتعمیر میں
کہ موتی ٹِکیں اپنی تقدیر میں

نہ ہو ہم کو محنت مُشقّت سے عار
کہ ہو زندہ قوموں میں اپنا شمار

رکھیں اپنے پرچم کو یوں سر بلند
کہ پہنچے نہ حرمت کو اس کی گزند

اُخوّت ہو آپس میں یوں اُستوار
کہ اک دوسرے پر کریں جاں نثار

کریں کام وہ برملا قوم کا
نظر آئے جس میں بھلا قوم کا

نظر ہو نہ ذاتی مفادات پر
بھروسا ہو اللہ کی ذات پر

اُخوّت ہو ہم میں مُساوات ہو
تو دنیا میں پھر اپنی کیا بات ہو

(ساقیؔ جاوید)

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے:

(الف) **"یہ رشکِ چمن ارضِ پاک وطن"** سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ب) حُبِّ وطن کا کیا مطلب ہے؟

(ج) زندہ قوموں میں شمار ہونے کے لیے شاعر نے کیا کہا ہے؟

(د) ہم اپنے وطن کو کس طرح ترقی دے سکتے ہیں؟

سوال نمبر۲: نظم "حُبِ وطن" کے مطابق درست جملے کی نشان دِہی (✓) سے کیجیے۔

(الف) ہمارا وطن مُلکِ خداداد ہے۔ (   )

(ب) ہمارا وطن اسلام کا قلعہ ہے۔ (   )

(ج) وطن کی مٹی قابل احترام ہے۔ (   )

(د) ہمیں مل کر قوم کی بھلائی کے کام کرنے چاہییں۔ (   )

سوال نمبر۳: نظم "حُبِ وطن" کے مطابق مناسب الفاظ سے مصرعے مکمل کیجیے۔

(الف) عطا ہے ________ ہے اللہ کی

(ب) وطن کے جیالے ________ بنیں

(ج) نہ ہو ہم کو محنت مشقت سے ________

(د) اُخوّت ہو ہم میں ________ ہو

سوال نمبر۴: اس نظم کے دیگر ہم آواز الفاظ (قافیے) لکھیے:

جیسے: (الف) پاک۔ خاک۔ (ب) عنایت۔ رحمت۔ (ج) یاد۔ خداداد

سوال نمبر:۵ نظم "حُبِّ وطن" کے مطابق درست جواب کا انتخاب کیجیے:

(الف) رشکِ چمن ہے:

۱۔ارضِ پاک وطن۔ ۲۔گلشنِ پاک وطن۔ ۳۔شہرِ پاک وطن۔ ۴۔پرچمِ پاک وطن۔

(ب) پھول ہوتے ہیں:

۱۔سب وطن کے لیے۔ ۲۔سب گگن کے لیے ۳۔سب چمن کے لیے ۴۔سب زمیں کے لیے

(ج) راہِ حق کے ہم سارے بنیں:

۱۔ڈاکٹر ۲۔استاد۔ ۳۔تاجر ۴۔سپاہی

(د) ہماری نظر نہ ہو:

۱۔ذاتی مفادات پر۔ ۲۔ذاتی مال پر۔ ۳۔ذاتی جائیداد پر۔ ۴۔ذاتی فعل پر

(ہ) قوم کی بھلائی کے لیے کام کرنا چاہیے:

۱۔بے طرح۔ ۲۔برحق۔ ۳۔برملا۔ ۴۔بے نظیر

سوال نمبر۶: اس نظم میں ہر شعر کی ردیف کے الفاظ ترتیب سے لکھیے:

جیسے: وطن۔ ہے اللہ کی۔ ہے۔

سرگرمیاں: ☆ طلبہ اس نظم کا خلاصہ لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔ ☆ طلبہ نظم کو کورس کی شکل میں گائیں۔

☆ طلبہ اس نظم کا مرکزی خیال لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ سے نظم کو کورس کی شکل میں پڑھوایئے۔ (۲) طلبہ نظم کا جو خلاصہ لکھیں گے اس کے ہر شعر کے مضمون کا ذکر چیک کیجیے۔ (۳) ردیف کی دوسری صورت یہ ہے کہ بیت بازی کی طرح شعر کے آخری حرف سے دوسرے شعر کی ابتدا کی جائے۔ اس طرح کلاس میں بیت بازی کرایئے۔

پاکستان کے موسم

حاصِلاتِ تَعَلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) کسی بھی عام متن کا خلاصہ اپنے لفظوں میں لکھیں گے۔ (۲) اخبار/رسالے کے متن پر گفتگو کریں گے (۳) پاکستان کے موسموں کے بارے میں مباحثہ کریں گے۔ (۴) روز مرّہ کے لحاظ سے غلط جملے درست کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کائنات پر اگر ہم غور کریں تو ہمیں ہر طرف ایک بوقلمونی نظر آئے گی۔ ہر چیز دوسری چیز سے مختلف ہے۔ یہی اختلاف اُن کی پہچان ہے۔ موسم ہی کو لیجیے، دنیا کے اکثر علاقوں میں موسم کبھی ایک جیسا نہیں رہتا۔ بدلتا موسم انسان کی طبیعت، مزاج اور عادت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ پاکستان میں رہنے والے اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر طرح کا موسم عطا کیا ہے۔ گرمی، سردی، خزاں، بہار۔ یہ چاروں موسم پاکستان کے بیش تر علاقوں کو میسّر ہیں۔

پاکستان جغرافیائی طور پر سمندری، ریگستانی، پہاڑی اور میدانی علاقوں میں منقسم ہے۔ ہر علاقہ اسی نسبت سے موسموں کی شدت کے اثر میں رہتا ہے۔ جیسے گوادر، کراچی، ٹھٹھہ اور بدین کے علاقے گرم اور مرطوب ہیں۔ میدانی علاقوں میں زیریں سندھ، بالائی سندھ اور پنجاب کے بیش تر علاقے شامل ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا خشک اور غیر مرطوب ہوتی ہے۔ ریگستانی علاقوں میں بلوچستان کے بیش تر علاقوں کے ساتھ تھر اور پنجاب کا تھل کا علاقہ بھی شامل ہے۔ یہاں کی فضا گرم اور مسموم ہوتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں سندھ، بلوچستان، پنجاب، خیبر پختون خوا کے ساتھ گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کے علاقے ہیں۔ یہ علاقے پورے سال سردی کی لپیٹ میں رہتے ہیں۔ سردی کے موسم میں یہاں سخت سردی اور شدید برف باری ہوتی ہے، جس کی وجہ سے زندگی مفلوج ہوکر رہ جاتی ہے۔

پاکستان میں سردی کا موسم پہاڑی علاقوں میں اکتوبر سے فروری کے آخر تک رہتا ہے۔ جب کہ سمندری اور میدانی علاقوں میں دسمبر سے فروری کے وسط تک رہتا ہے۔

۲۲ دسمبر سال کا سب سے چھوٹا دن اور سال کی سب سے بڑی رات ہوتی ہے۔۲۳ دسمبر سے دن بڑھنے اور راتیں گھٹنے لگتی ہیں۔ یہ عمل ۲۱ جون تک جاری رہتا ہے۔اس طرح ۲۲ جون کو سال کا سب سے بڑا دن اور سال کی سب سے چھوٹی رات ہوتی ہے۔۲۳ جون سے رات بڑھنے اور دن گھٹنے لگتا ہے۔

سردی کے موسم میں بعض آبی پرندے سرد علاقوں سے گرم علاقوں، عام طور پر دریائی اور جھیلوں والے علاقوں کی طرف سفر کرتے ہیں۔ سورج ڈوبتے ہی ہوا میں خنکی بڑھ جاتی ہے۔ ماحول گرم رکھنے کے لیے لکڑیوں اور کوئلے کی انگیٹھیاں، گیس اور بجلی کے ہیٹر استعمال کیے جاتے ہیں۔ سردی سے بچنے کے لیے ہر طرح کے گرم اور اونی کپڑوں کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔خوراک میں زیادہ حرارت دینے والی اشیأ کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔میوہ جات میں مونگ پھلی، بادام، پستے، اخروٹ، چلغوزے، کاجو وغیرہ کے علاوہ مختلف حلوہ جات اور گرم مشروبات مثلاً: چائے، قہوہ، کافی، سوپ، یخنی وغیرہ کا استعمال زیادہ ہونے لگتا ہے۔جن علاقوں میں برف باری ہوتی ہے، ملک بھر سے لوگ اور غیر ملکی سیّاح بھی اُن علاقوں کا رخ کرتے ہیں اور قدرت کے حسین نظاروں کا لطف اُٹھاتے ہیں۔ سردی سے بچنے کے لیے لوگ راتوں کو کمبل، لحاف اور اونی چادروں کا سہارا لیتے ہیں۔

فروری کے نصف آخر سے لے کر اپریل کے درمیان تک بہار کا موسم ہوتا ہے۔ یہ سب سے اچھا اور خوش گوار موسم ہے۔اس موسم میں ہر طرف ہریالی پھیل جاتی ہے۔نت نئے اور رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں۔ درختوں پر نئے پتے اُگ آتے ہیں۔ پھولوں اور پتوں سے نکلنے والی بھینی بھینی خوش بو ہر طرح کے جان داروں میں زندگی کی نئی روح پھونک دیتی ہے۔ چہرے کی شادابی بڑھ جاتی ہے۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کی جانب سے جشنِ بہاراں اور پھولوں کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مئی اور جون گرمیوں کے سخت ترین مہینے ہیں۔ پاکستان کے اکثر علاقوں میں گرمی کی شدّت سے کاروبارِ زندگی ٹھپ ہوکر رہ جاتا ہے۔سڑکوں اور بازاروں میں ویرانی چھا جاتی ہے۔ پاکستان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ اورفنّی خرابی کے باعث بجلی کی ترسیل میں جو کمی ہوتی ہے اس سے صنعتی پیداوار اور کاروبار متاثّر ہوتا ہے اور عام آدمی کی اوسط آمدنی میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔تیز دھوپ اور بادِسُموم کی وجہ سے کم زور لوگ بیماریوں اور اموات کا شکار ہوجاتے ہیں۔گرمی کی شدّت کم کرنے کے لیے لوگ ٹھنڈے مشروبات کا استعمال بڑھا دیتے ہیں اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہیں نکلتے۔

اگر چہ جولائی اور اگست بھی گرمی کے مہینے ہیں،لیکن اِن مہینوں میں عموماً مُون سُون کی بارشیں شروع ہوجاتی ہیں۔اس لیے انھیں ہم موسمِ برسات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پاکستان میں نکاسیِ آب کا مناسب انتظام اور دیکھ بھال نہ ہونے کی بِنا پر سڑکیں،گلیاں اور گھر تالاب بن جاتے ہیں۔ نئے ڈیموں کی تعمیر اور پرانے ڈیموں کی صفائی نہ ہونے کے سبب دریاؤں میں پانی کا اضافہ ہوجاتا ہے، جو سیلاب کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ گئے وقتوں میں سیلاب کا پانی روکنے کے لیے جو بند بنائے گئے تھے وہ عدم دیکھ بھال کے سبب ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں۔جس کی وجہ سے سیلاب کا پانی فصلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ندی نالوں کو توڑتا ہوا آبادیوں میں داخل ہوجاتا ہے جس سے گھر گر جاتے ہیں۔انسانی اور حیوانی زندگی لُقمۂ اجل بن جاتی ہے۔مختلف وبائی بیماریوں کے سبب اَموات بڑھ جاتی ہیں۔ ہر قسم کی تقریبات کی رونقیں ماند پڑ جاتی ہیں۔

ستمبر اور اکتوبر پاکستان میں خزاں کے مہینے ہیں۔ یہ پت جھڑ کا موسم بھی کہلاتا ہے۔اِس موسم میں درختوں کے پتّے زرد ہو ہو کر سوکھنے اور جھڑنے لگتے ہیں۔ درختوں اور پودوں کی ٹہنیاں بے رونق ہو جاتی ہیں۔ سبزہ سوکھ کر تباہ ہو جاتا ہے۔ ہوا بند ہو جاتی ہے۔ فیکٹریوں اور گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں اور گرد کی وجہ سے فضا بوجھل ہو جاتی ہے۔ جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ دمے کے مریضوں کے لیے یہ موسم سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں ہر طرح کا موسم عطا کیا ہے جس کی وجہ سے ہر قسم کے پھل اور فصلوں سے ہمارا ملک مالا مال ہے۔ یہاں کے گرمی سردی کے رسیلے، میٹھے اور خوش ذائقہ پھل، سبزیاں اناج اور دیگر فصلیں یعنی گندم، چاول، جوار، باجرا، مکئی، دالیں اور کپاس ، یہ سب نہ صرف ہماری زندگی کی ضروریات پوری کرتے ہیں بلکہ برآمدات کے نتیجے میں بھاری زرِ مبادلہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) پاکستان کے موسموں کے نام مہینوں کے لحاظ سے لکھیے؟

(ب) موسم کے لحاظ سے کس موسم میں کون کون سی چیزیں زیادہ کھائی جاتی ہیں؟

(ج) مون سون کی بارشیں کن مہینوں میں ہوتی ہیں؟

(د) خزاں کے موسم میں فضا کیوں بوجھل ہو جاتی ہے؟

(ہ) شدید گرمی کے موسم میں کاروبارِ زندگی کیوں ماند پڑ جاتا ہے؟

سوال نمبر۲: سبق کے مطابق درج ذیل درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) درختوں اور پودوں کی ٹہنیاں بے رونق ہو جاتی ہیں:

(۱) موسمِ بہار میں (۲) موسمِ خزاں میں (۳) موسمِ گرما میں (۴) موسمِ سرما میں

(ب) فضا مسموم ہو جاتی ہے:

(۱) ریگستانی علاقے میں (۲) برفانی علاقے میں (۳) ساحلی علاقے میں (۴) میدانی علاقے میں

(ج) سال کی سب سے بڑی رات ہوتی ہے:

(۱) دسمبر میں (۲) جون میں (۳) ستمبر میں (۴) جنوری میں

(د) اسکولوں کی لمبی چھٹیاں ہوتی ہیں:

(۱) موسمِ بہار میں (۲) موسمِ خزاں میں (۳) موسمِ گرما میں (۴) موسمِ سرما میں

(ہ) سال کا سب سے بڑا دن ہوتا ہے:

(۱) اپریل میں (۲) مئی میں (۳) جون میں (۴) جولائی میں

سوال نمبر۳: درج ذیل جملوں کو روز مرّہ کے لحاظ سے درست کر کے لکھیے:

(الف) غیر ملکی سیّاح بھی ان علاقوں کی طرف اپنا رُخ کرتے ہیں۔

(ب) شدید سردی کی وجہ سے زندگی فالج زدہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

(ج) عدم دیکھ بھال کی وجہ سے بند ٹوٹ گئے ہیں۔

(د) خزاں کے موسم میں درختوں کے پتّے زرد ہو کر سوکھنے اور جھڑنے لگتے ہیں۔

(ہ) مئی اور جون گرمیوں کے سخت ماہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر۴: درج ذیل دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) ستمبر اور اکتوبر پاکستان میں خزاں کے مہینے ہیں۔

(ب) پت جھڑ کے موسم میں پتّے سرسبز ہو جاتے ہیں۔

(ج) مون سون کی بارشیں دسمبر میں ہوتی ہیں۔

(د) سردیوں کے موسم میں سیاح سرد علاقوں کا رُخ کرتے ہیں۔

(ہ) خزاں کے موسم میں سڑکوں اور بازاروں میں ویرانی چھا جاتی ہے۔

سوال نمبر۵: اس سبق کا تیسرا اور چوتھا پیرا اپنے لفظوں میں لکھیے:

سرگرمیاں: ☆ طلبہ کلاس میں موسموں کے لحاظ سے چار گروپ بنائیں اور ہر گروپ اپنے موسم کے بارے میں معلومات دے۔

☆ طلبہ ایک ایسا چارٹ بنائیں جس میں سال کے مہینے موسموں کے لحاظ سے تقسیم کیے گئے ہوں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو پاکستان کے موسموں کے بارے میں تفصیل سے معلومات فراہم کیجیے۔

(۲) پاکستان کا نقشہ لے کر مختلف علاقوں کے موسموں کی نشان دِہی کیجیے اور طلبہ کو نقشہ دکھا کر علاقوں کی شناخت کروائیے۔

بجلی کی دریافت

حاصِلاتِ تعلّم : یہ سبق پڑھ کر طلبہ:(۱) بجلی کی دریافت کی تاریخ بیان کریں گے۔ (۲) برقِ سکونی اور برقِ رواں میں فرق واضح کریں گے۔
(۳) کہانی پڑھنے، سمجھنے اور لکھنے کی مہارت حاصل کریں گے۔ (۴) لاحقے لگا کر لفظ سازی کریں گے۔

اچانک بجلی چلی گئی گھُپ اندھیرا ہونے کی وجہ سے لائبہ سہم گئی۔ اُس نے بھائی نوید کو آواز دی تو نوید نے جلدی سے چارجنگ لائٹ جلادی۔ لائبہ کی جان میں جان آئی۔لائبہ نے سوال کیا کہ بھائی جان یہ لائٹ تو بغیر تاروں کے آرہی ہے اور بلب روشن ہوگیا ہے۔

نوید پہلے تو مسکرایا پھر اس نے جواب دیا کہ یہ بیٹری میں موجود جمع شدہ بجلی کی وجہ سے روشن ہوا ہے۔

لائبہ: بھائی جان! کیا ہم اس سے پنکھا بھی چلا سکتے ہیں؟

نوید: کیوں نہیں، اس کی مدد سے ہم بہت سارے دوسرے کام بھی انجام دے سکتے ہیں۔ یہ جدید سائنس کا دور ہے، نئی نئی ایجادات ہورہی ہیں، جن کے سبب ہماری زندگی آسان تر ہوگئی ہے۔ چلو آج میں تمھیں بجلی کی دریافت کی کہانی سُناتا ہوں۔

پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے نوید نے کہنا شروع کیا:
یہ کسی ایک سائنس دان کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ بہت سارے سائنس دانوں کی کاوشوں سے بجلی اس شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے۔ کھڑکی سے باہر دیکھو، آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا ہے اور گرج چمک بھی ہے۔ انسان یہ مشاہدہ صدیوں سے کرتا آرہا ہے، لیکن ابتدائی طور پر تھیلز آف ملی ٹس نے بادلوں میں بجلی کی توانائی کا انکشاف کیا تھا۔ برقِ سکونی اُسی کی دریافت ہے۔ ۱۷۰۰ء میں الیکٹری سٹی کا لفظ وجود میں آیا جو سائنس دان ولیم گلبرٹ نے لاطینی زبان **"الیکٹراس"** سے لیا تھا۔
اس طرح پہلے پہل برقِ سکونی کی دریافت ہوئی تھی۔

(تھیلز آف ملی ٹس)
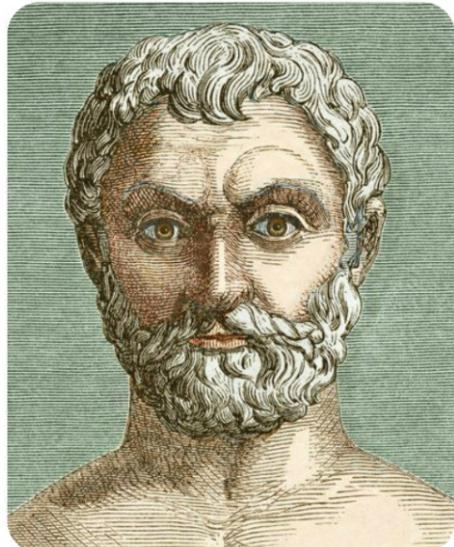
لائبہ نے اپنی دل چسپی برقرار رکھتے ہوئے مزید پوچھا: برقِ سکونی دو چیزوں کے رگڑنے یا ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے۔ کیا یہ تاروں میں نہیں بہتی ہے؟

نوید نے پُر اعتماد لہجے میں کہا: بالکل ٹھیک، آپ نے سردیوں میں محسوس کیا ہوگا کہ سوئیٹر جسم سے چڑ چڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ دراصل یہ برقِ سکونی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اوٹووان گیورک **Otto Von Guericke** نے برقِ سکونی کا استعمال لیکٹرواسٹیٹک جنریٹر ایجاد کر کے کیا جو بہت سی خصوصیات کا حامل تھا۔ رابرٹ بوائل نے تجرباتی اور مشاہداتی قوتِ کشش اور رَد کو ثابت کیا تھا اور اسی کام کو چارلس فرینکولس نے برقی چارج دریافت کر کے آگے بڑھایا۔

لائبہ انہماک سے یہ سب کچھ سُن رہی تھی، لہٰذا نوید نے سنجیدگی سے کہا: بنجمن فرینک لائن نے بادلوں کی گرج چمک کے دوران فضا میں ایک پتنگ اُڑائی جس کی دُم سے دھاتی کیلیں لٹکا دیں۔ اُس کی توقع کے مطابق لوہے کی کیلوں سے شرارے پیدا ہوئے اور اُسے زور سے جھٹکا بھی لگا۔ یہ بہت خطرناک تجربہ تھا۔ اس تجربے سے اس نے ثابت کیا کہ بجلی مختلف دھاتوں میں سے گزر سکتی ہے۔ کثرالوگ بجلی کی دریافت کا سہرا بنجمن فرینک ہی کے سر باندھتے ہیں لیکن ۱۹۳۶ء میں سائنس دانوں نے پرانے زمانے کے برتن حاصل کیے جو کہ ایک بیٹری کا تصوّر دے رہے تھے، کیوں کہ اس میں دھاتوں کی پلیٹیں موجود تھیں۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بجلی کا استعمال بہت پرانا ہے۔

مائیکل فیراڈے نے واضح کیا کہ بجلی یعنی برقِ رواں کیا ہے؟ اسی طرح ہینری کیونڈش نے ایسی اشیا کی فہرست بنائی جن میں سے بجلی گزر سکتی تھی۔ ایڈیسن نے اپنی تجربہ گاہ میں بجلی سے روشن ہونے والا بلب بنایا، جس نے دنیا کو اندھیروں سے نکالنے میں مدد دی۔ اس کے بعد انیسویں صدی میں نیکولا ٹیسلا نے تجارتی بنیاد پر بجلی تیار کی جو دور دراز کے قصبوں کو مہیا کی۔ آج کل یہ بجلی ڈیموں کے ذریعے تیار کی جا رہی ہے۔ وولٹا اور وسٹینگ اور دوسرے سائنس دانوں نے بھی اِس پر خاصا کام کیا اور انسانی زندگی آسان تر بنانے میں مدد دی۔

اس سے پہلے کہ نوید اُٹھ کر کسی اور کام میں مصروف ہوتا لائبہ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا: گویا بجلی توانائی کی قسم ہے جو قدرت میں پائی جاتی ہے اور سائنس دانوں نے اِسے دریافت کر کے زندگی کا اہم حصہ بنا لیا ہے اور مختلف ادوار میں بہت سارے سائنس دانوں نے اس کی ترقی میں اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ابھی اس کا جملہ ختم ہوا ہی تھا کہ بجلی آ گئی اور بے ساختہ لائبہ کی زبان پر آیا: "یہ بجلی بھی کسی نعمت سے کم نہیں ہے"۔

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:۔

(الف) بجلی کس نے دریافت کی تھی؟تحریر کیجیے۔

(ب) برقِ سکونی اور برقِ رواں کے فرق کو واضح کیجیے:

(ج) الیکٹری سٹی کس زبان کا لفظ ہے؟

(د) ۱۹۳۶ء میں سائنس دانوں نے کیا دریافت کیا تھا؟

سوال۲: روزمرّہ کی زندگی میں بجلی کے چند استعمال بتائیے۔

سوال۳: درجہ ذیل دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:۔

(الف) الیکٹری سٹی کا لفظ وجود میں آیا تھا۔

(۱)۱۸۰۰ء میں (۲)۱۵۰۰ء میں (۳)۱۶۰۰ء میں (۴)۱۷۰۰ء میں

(ب) الیکٹرواسٹیٹک جنریٹر ایجاد کیا تھا:

(۱)مائیکل فیراڈے نے (۲)اوٹووان گیورک نے (۳)رابرٹ بوائل نے (۴)ولیم گلبرٹ نے

(ج) جن اشیا میں سے بجلی سے گزر سکتی ہے اُن کی لسٹ بنائی تھی:

(۱)ہینری کیونڈش نے (۲)وولٹا نے (۳)ایڈیسن نے (۴) نیکولا تھیسلا نے

(د) تجارتی بنیاد پر بجلی تیار کی تھی:

(۱)وسٹینگ نے (۲)بنجمن فرینک لائن نے (۳)تھیلنر آف ملی ٹس نے (۴)رابرٹ بوائل نے

(ہ) بجلی نے انسانی زندگی میں پیدا کر دیتی ہے:

(۱)حیرانی (۲)دُشواری (۳)بے چینی (۴) آسانی

سوال ۴: درجِ ذیل میں سے درست بیانات کے آگے (✓) کا نشان لگائیے:

(۱) ساکن بجلی کی دریافت تھیلسز آف ملی ٹس نے کی تھی۔ (   )

(۲) برقِ سکونی تاروں میں بہتی ہے۔ (   )

(۳) فضا میں پتنگ اُڑانے کا تجربہ وولٹا نے کیا تھا۔ (   )

(۴) الیکٹراس لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ (   )

(۵) آج کل تجارتی بنیادوں پر بجلی ڈیموں سے بھی پیدا کی جاتی ہے۔ (   )

سوال ۵: کالم الف کے الفاظ کو کالم ب کے درست الفاظ سے ملائیے:

کالم الف	کالم ب
تجارتی بجلی	برقِ رواں
ایڈیسن	کشش
مائیکل فیراڈے	نیکولا تھیسلا
ہینری کیونڈش	بلب
مقناطیسی قوّت	فہرست

سوال ۶: درجِ ذیل جملے روزمرّہ اور محاورے کے لحاظ سے دُرست کر کے لکھیے۔

(الف) جان میں مان آئی۔

(ب) گھپ اُجالا ہے۔

(ج) ایجاد ضرورت کی ماں ہے۔

(د) بجلی کی دریافت کا سہرا انجمن فرینک کے سر پر ہے۔

(ہ) انسان یہ مشاہدہ صدیوں سے کر رہا ہے۔

☆ یہ الفاظ پڑھیے: سائنس دان۔ خطرناک۔ تجربہ گاہ

ان تینوں لفظوں کے آخر میں "دان، ناک، گاہ" کی علامتیں لگائی گئی ہیں ۔ انھیں "لاحقہ" کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۷: آپ انھی تینوں علامتوں سے تین تین نئے لفظ بنائیے۔

سرگرمی: طلبہ بجلی کی دریافت کے بارے میں کہانی لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: ۱۔ بجلی کے ارتقائ کے بارے میں مختلف مستند کتابوں سے پڑھ کر طلبہ کے سامنے کہانی کی صورت میں بیان کیجیے۔

۲۔ برقِ سکونی کے مختلف تجربات کر کے دکھائیے۔

بادل کا گیت

حاصِلاتِ تَعلُّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) نظم کے چند بندوں کا مفہوم بتائیں گے۔ (۲) نظم کا خلاصہ لکھیں گے۔ (۳) اشعار کی ردیف لکھیں گے۔

مِرا گھر سمندر کی گہرائیوں میں — میں رہتا تھا لہروں کی پرچھائیوں میں
کبھی سِپیوں میں کبھی کائیوں میں

مگر ایک دن شوخ تپتی شعاعیں — پکاریں کہ آ تجھ کو تارے دکھائیں
اُڑائیں گی تجھ کو نشیلی ہوائیں

ستاروں کی دُھن میں وطن چھوڑ آیا — ہواؤں نے شانوں پہ مجھ کو بٹھایا
سمندر سے اُٹّھا پہاڑوں پہ چھایا

مگر تیز جھونکے نے آفت یہ ڈھائی — مجھے ایک پربَت کی چوٹی دکھائی
کہا: ''اس سے لڑکر دِکھا میرے بھائی''

میں لپکا تو پربَت نے مجھ کو دھکیلا — وہ اکڑا، میں گرجا، وہ بپھرا، میں کھیلا
پر افسوس! فانی ہے کھیلوں کا میلا

پہاڑوں نے ایسی مجھے پٹخنی دی کہ تنگ آ کے میدان کی میں نے رہ لی
مجھے لے اُڑیں شوخ پریاں ہوا کی

میں جب تھک گیا زور سے بلبلایا ہواؤں کو بجلی کا کوڑا دکھایا
اِدھر سے نکل کر اُدھر گھوم آیا

میں لپکا، میں پلٹا، میں گرجا، میں چمکا دُھواں بن کے چھایا، دِیا بن کے دَمکا
کسی کو نہ تھا رنج کچھ میرے غم کا

اب آیا تھا دھرتی پہ رونے رُلانے میں رویا تو دنیا لگی مسکرانے
یہ کیا راز ہے، ہائے! یہ کون جانے

مِرے آنسوؤں سے زمیں دُھل چکی ہے مِری زندگی اِس طرح گُھل چکی ہے
مگر ایک گُتھّی تو اب کُھل چکی ہے

یہ سب نالے دریاؤں میں جا گریں گے یہ دریا سمندر میں جا کر مِلیں گے
سمندر سے مل کر مِرے دن پھریں گے

(احمد ندیم قاسمی)

سوال نمبرا: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) بادل کیسے بنتے ہیں؟

(ب) بادلوں کا پہلا گھر کہاں تھا؟

(ج) بادل آخر میں کس طرح سمندر میں گریں گے؟

(د) اس نظم سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(ہ) اس نظم میں کون کون سے لفظ ردیف کے طور پر آئے ہیں؟

سوال نمبر۲: اس نظم میں بادل نے جو کچھ کہا ہے، وہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سوال نمبر۳: نظم ''بادل کا گیت'' کے مطابق، پہلی سطر میں دیے ہوئے لفظ کو دوسری سطر کے مناسب لفظوں سے ملائیے:

سطر نمبر۱: سمندر۔ پربت۔ تپتی۔ شوخ۔ کھیل۔ بجلی

سطر نمبر۲: شعاعیں۔ پریاں۔ گہرائیاں۔ چوٹی۔ کوڑا۔ میلا

سوال نمبر۴: درج ذیل لفظوں پر لغت دیکھ کر اعراب لگائیے۔

پربت۔ گتھی۔ بپھرا۔ پٹخنی۔ شعاعیں۔ بلبلایا۔

سوال نمبر۵: کالم "الف" کے مصرعوں کو کالم "ب" کے مصرعوں سے ملائیے:

کالم "الف"	کالم "ب"
مگر ایک دن شوخ تپتی شعاعیں	مِری زندگی اس طرح گھل چکی ہے
ستاروں کی دُھن میں وطن چھوڑ آیا	کہ تنگ آ کے میدان کی میں نے رہ لی
پہاڑوں نے ایسی مجھے پٹخنی دی	پکاریں کہ آ تجھ کو تارے دکھائیں
مرے آنسوؤں سے زمیں دُھل چکی ہے	ہواؤں نے شانوں پہ اپنی بٹھایا

سرگرمی: طلبہ نظم کو خوش خط لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔
(اگر ممکن ہو تو طلبہ اس نظم کی منظر کشی ڈرائنگ کی صورت میں کریں اور رنگ بھریں)

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو آبی زنجیر کا نظام اچھی طرح سمجھائیے اور یہ تاثر قائم کیجیے کہ اللہ پاک نے اپنی مخلوق کے لیے کس قدر طاقت ور اور عظیم نظامِ رزق قائم کیا ہے۔ نیز یہ کہ پانی زندگی ہے، اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو ہماری زندگی کیسے گزرتی؟ (۲) یہ تاثر بھی اُبھاریے کہ وطن سے نکل کر وطن کی قدر ہوتی ہے۔

مثالی طالبِ علم

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) مقولات کا تحریر میں استعمال سیکھیں گے۔ (۲) مثالی طالب علم کے بارے میں دو پیرے لکھیں گے۔ (۳) نئے الفاظ کے معنی لکھیں گے اور جملوں میں استعمال کریں گے۔ (۴) کسی عمومی موضوع پر مکالمہ تحریر کریں گے۔

اُستاد: (کمرۂ جماعت میں داخل ہوتے ہوئے) السّلام علیکم!

بچے: (احتراماً کھڑے ہو کر کہتے ہیں) وعلیکم السّلام

اُستاد: (بچوں سے) اس باریومِ آزادی کے موقعے پر آپ کی جماعت میں سے کون کون مقابلۂ مضمون نویسی میں حصّہ لے گا؟ (طلبہ نے خوشی اور جوش سے فوراً ہاتھ کھڑے کر دیے)

شیراز: ماسٹر صاحب! ہمیں کس عنوان پر مضمون لکھنا ہوگا؟

استاد: بھئی! عنوان تو بہت دل چسپ ہے یعنی! "مثالی طالبِ علم"

نازیہ ماسٹر صاحب! مثالی طالبِ علم کیسا ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات دیجیے۔

استاد: مثالی طالب علم سے مُراد ایسا طالب علم ہے جو بہترین اخلاق و عادات کا مالک ہو اور پڑھنے لکھنے میں بھی سب سے آگے ہو۔

فاطمہ: کیا کوئی طالبہ بھی مثالی کہی جا سکتی ہے؟

استاد: ہاں، کیوں نہیں! طالب علم ہو یا طالبہ، اس کی کوئی قید نہیں، جو بھی محنت کرے گا وہ کام یاب ہوگا۔ محترمہ فاطمہ جناح، ارفع کریم (MCP)، پاکستانی لڑاکا طیارے کی پہلی خاتون پائلٹ عائشہ فاروق، پہلی خاتون کیڈٹ سائرہ امین جنھوں نے شمشیرِ اعزاز (Sword of Honour) حاصل کیا اور پہلی شہید خاتون فلائنگ آفیسر مریم مختار (تمغائے بصالت) کا شمار بھی ایسی ہی مثالی طالبات میں ہوتا ہے۔

فاطمہ: ماسٹر صاحب! محترمہ فاطمہ جناح کے بارے میں تو ہمیں علم ہے کہ وہ شروع ہی سے پڑھنے لکھنے کی شوقین تھیں اور اُنھیں بچپن ہی سے ڈاکٹر بننے کا بہت شوق تھا، لیکن آپ نے ابھی جن خواتین کا ذکر کیا ہے، اُن کے بارے میں آپ ہمیں کچھ بتا سکتے ہیں؟

اُستاد: کیوں نہیں! پہلے ارفع کریم کے بارے میں بتاتا ہوں کہ ان کا پورا نام ارفع عبدالکریم رندھاوا ہے۔ یہ فیصل آباد میں پیدا ہوئیں، لاہور گرامر اسکول سے تعلیم حاصل کی۔ انھیں صرف نو برس کی عمر میں دنیا کی کم عمر ترین آئی ٹی ماہر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی لیے ان کے نام کے ساتھ MCP یعنی (Microsoft Certified Professional) تحریر کیا جاتا ہے۔ انھوں نے عالمی TECH ایجوکیشن ڈولپرز کانفرنس کے علاوہ کئی آئی ٹی پروفیشنل کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ انھیں پاکستان کا اعلیٰ ترین سول اعزاز یعنی صدارتی تمغائے حُسنِ کارکردگی بھی مل چکا ہے۔

اسی طرح لڑاکا طیارے کی پہلی پاکستانی خاتون پائلٹ عائشہ فاروق بھی ایک ایسی ہی مثالی طالبہ رہی ہیں جو اپنے بہترین تعلیمی ریکارڈ کی وجہ سے پاکستان ایئرفورس میں منتخب ہوئیں، جہاں انھوں نے سخت محنت، شوق اور لگن سے جہاز اُڑانے کی تربیت مکمل کی اور نوے فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کیے۔ یہ پہلی خاتون پائلٹ ہیں جنھیں وطنِ عزیز کی فضائی حدود کی حفاظت کرنے والے جنگی پائلٹ دستے میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔

نازیہ: ماسٹر صاحب! پہلی شہید پائلٹ کے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔

اُستاد: فلائنگ آفیسر مریم مختار شہید کا تعلق کراچی سے ہے۔ اُنھوں نے آرمی پبلک اسکول اور کالج ملیر کینٹ سے تعلیم حاصل کی۔ اُن کا تعلیمی ریکارڈ بہت شان دار رہا جس کی وجہ سے وہ جی ڈی پائلٹ کے کورس کے لیے منتخب ہوئیں اور نہایت شوق اور کام یابی سے یہ کورس مکمل کر کے پاکستان ایئرفورس میں شامل ہوگئیں، ۲۴ نومبر ۲۰۱۵ء کو میانوالی کے قریب پرواز کے دوران ایک حادثے میں شہید ہوگئیں۔

ناہید: ماسٹر صاحب: جیسا کہ ہم اپنی جماعت میں سے کسی شاگرد کو مانیٹر بنا دیتے ہیں تو کیا ہم اپنے مانیٹر کو مثالی طالب علم کہہ سکتے ہیں؟

استاد: ایک لحاظ سے کہہ سکتے ہیں۔ یہاں چوں کہ مقابلہ صرف ایک جماعت کے طالب علموں کا ہے، لہٰذا یہ بات کہی جاسکتی ہے، مگر جب مقابلہ کسی قومی یا مُلکی سطح پر ہو تو پھر ہمیں ایک ایسے طالب علم کی تلاش ہوگی جو ہر طرح سے سب پر فوقیت رکھتا ہو اور سب طالب علم اس کی تقلید بھی کر سکیں۔

فراز: ماسٹر صاحب! کیا ایسا بھی کوئی طالب علم ہوسکتا ہے جو سب کے لیے عملی نمونہ بن سکے؟

اُستاد: کیوں نہیں! لیکن اس پر آپ کو غور وفکر کرنا ہوگا۔ ہمارے ملک میں ایسے بہت سے طلبا و طالبات یہ اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔

خیر! آج تو کچھ اور کام کرنا ہے۔ کل ان شاء اللہ اس موضوع پر مزید بات ہوگی۔ لیکن اس موضوع پر گھر سے کچھ غور کر کے آئیں۔

(دوسرے دن سب بچّے اپنے اردو کے استاد کا بے چینی سے انتظار کرتے ہوئے)

استاد: (کمرۂ جماعت میں داخل ہوتے ہیں) السلام علیکم!

بچے: (احتراماً کھڑے ہو کر قدرے جوش کے ساتھ ہم آواز ہو کر) وعلیکم السلام!

استاد: (خوشی سے) مجھے یقین ہے کہ آج آپ "مثالی طالبِ علم" کے حوالے سے خوب تیاری کر کے آئے ہیں۔
چلیے! پہلے کون اس موضوع پر روشنی ڈالے گا؟

ناہید: ماسٹر صاحب! میں نے اپنے والد صاحب سے "مثالی طالبِ علم" کے بارے میں پوچھا تھا تو انھوں نے مجھے ایک نام بتایا ہے: "شمس العلماء عمر بن داؤد پوتا"۔

اُستاد: واقعی یہ بہت نام ور شخصیت ہیں۔ تعلیمی حوالے سے آپ کی بہت خدمات ہیں۔ طالب علمی کے زمانے میں آپ بہت ہوشیار اور محنتی طالب علم تھے۔ آپ ضلع دادو کے ایک نہایت غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ نوشہرو فیروز اور لاڑکانہ کے اسکولوں سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کراچی چلے آئے اور یہاں سندھ مدرسۃ الاسلام سے میٹرک کا امتحان اوّل درجے میں پاس کیا۔ پھر ڈی جے سائنس کالج کراچی سے تعلیم حاصل کی، جہاں ہر امتحان میں اوّل آئے۔ آپ کے شان دار تعلیمی ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے اُس وقت کی حکومت نے اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو اسکالر شپ دے کر انگلستان بھیجا، جہاں آپ نے کیمبرج یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کو سندھی زبان کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی پر بھی عبور حاصل تھا۔ زبان و ادب، تاریخ، تحقیق اور شاعری پر آپ نے دو درجن سے زائد کتب لکھیں انھی علمی و ادبی خدمات کی بنا پر آپ کو "شمسُ العلماء" کا خطاب عطا ہوا۔

فراز: میں نے بھی اس موضوع پر غور کیا تھا، میرے خیال میں علامہ اقبال کی شخصیت بھی ایسی ہے جو مثالی کہی جا سکتی ہے

اُستاد: اس میں کیا شک ہے۔ علامہ اقبال بھی شروع ہی سے ایک لائق اور محنتی طالب علم تھے۔

نہال: ماسٹر صاحب: قائداعظم محمد علی جناحؒ ایک طالب علم کی حیثیت سے کیسے تھے؟

اُستاد: قائداعظم محمد علی جناحؒ بچپن ہی سے پڑھنے لکھنے کے شوقین تھے۔ وہ فطری طور پر سنجیدہ طبیعت کے مالک اور با اخلاق انسان تھے۔ استادوں کا احترام اور بڑوں کا ادب کرنا، چھوٹوں سے شفقت و محبت سے پیش آنا، اپنے طالب علم ساتھیوں کی مدد کرنا، اور ہر کام وقت پر کرنا، ان کی قابلِ ذکر عادات تھیں۔ وہ ایسے کھیل کود کو پسند نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے وقت ضایع ہوتا ہو۔ صاف ستھرا لباس پہننا، اچھی اچھی کتابیں پڑھنا اور مسلسل نت نئی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا اُن کے بہترین مشاغل میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

فراز: ماسٹر صاحب! کیا قائدِ اعظم کو شروع ہی سے بڑا آدمی بننے کا شوق تھا؟

اُستاد: جی ہاں! وہ شروع ہی سے ایک اچھا اور کام یاب انسان بننا چاہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے نظام الاوقات

کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔

شیراز: ماسٹر صاحب! قائدِاعظمؒ نے کس درس گاہ سے تعلیم حاصل کی؟

قائدِاعظمؒ نے سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن گئے۔

فرح: ماسٹر صاحب! کیا انسان میں قائدانہ صلاحیت بچپن ہی سے پائی جاتی ہے؟

اُستاد: جی ہاں! ہر بچہ فطری طور پر مختلف صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے۔اب یہ اُس پر منحصر ہے کہ وہ اپنی ان صلاحیتوں کو مزید نکھارنے میں کتنی محنت کرتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ شروع ہی سے بات کے سچے،قول کے پکّے،اور مضبوط ارادوں کے مالک تھے۔قائدانہ صلاحیت کے لیے یہ اوصاف نہایت ضروری ہوتے ہیں۔

(ماسٹر صاحب کی گفتگو جاری تھی کہ وقفے کی گھنٹی بج گئی) اچھا بھئی! آج کی گفتگو کی روشنی میں جن مثالی طلبہ اور طالبات کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے کسی ایک پر مضمون تحریر کیجیے۔

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) مثالی طالبِ علم سے کیا مراد ہے؟

(ب) کسی مثالی طالبہ یا طالبِ علم کا نام اور اس کا کارنامہ مختصراً بتائیے۔

(ج) قائدانہ صلاحیت کے لیے کون سے اوصاف درکار ہوتے ہیں؟

(د) قائدِاعظم محمد علی جناح ایک طالبِ علم کی حیثیت سے کیسے تھے؟

(ہ) ناہید کے والد نے مثالی طالبِ علم کے حوالے سے کس کا نام بتایا تھا؟

سوال نمبر۲: سبق میں دیے گئے نئے الفاظ کے معنی لکھیے اور اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

سوال نمبر۳: درج ذیل الفاظ کے مترادف الفاظ لغت سے دیکھ کر لکھیے:

اوصاف۔ کم زور۔ نام ور۔ موضوع۔ بااخلاق

سوال نمبر۴: درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔

مضبوط۔ محبت۔ لائق۔ یقین۔ جوش

سوال نمبر۵: درج ذیل اقوال اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

" اتحاد۔ تنظیم اور یقینِ محکم"

"میں پڑھوں گا نہیں تو بڑا آدمی کیسے بنوں گا"

سوال نمبر۶: درج ذیل میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) قائدِ اعظمؒ بات کے سچے، قول کے پکّے اور مضبوط ارادوں کے مالک تھے:

(۱) بچپن ہی سے (۲) سیاست میں آنے کے بعد (۳) بڑھاپے میں (۴) وکالت کے بعد

(ب) قائدِ اعظم سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے:

(۱) فطری طور پر (۲) سیاسی طور پر (۳) جذباتی طور پر (۴) انتظامی طور پر

(ج) عائشہ فاروق پاکستان کی پہلی خاتون پائلٹ تھیں:

(۱) لڑاکا طیارے کی (۲) ڈرون طیارے کی (۳) کمرشل طیارے کی (۴) خلائی جہاز کی

(د) پاکستان کے قومی شاعر ہیں:

(۱) احمد فراز (۲) علامہ اقبال (۳) فیض احمد فیض (۴) مرزا غالب

(ہ) شمس العلماء، عمر بن داؤد پوتا پیدا ہوئے:

(۱) ضلع حیدر آباد میں (۲) ضلع سانگھڑ میں (۳) ضلع دادو میں (۴) ضلع خیر پور میں

☆ کسی تحریر میں جب کوئی مشہور قول یا کسی مشہور شخصیت کی کہی ہوئی بات کو پیش کیا جاتا ہے تو تحریر کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر ٹیپو سلطان کا یہ قول: **"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔"**

سوال نمبر۷: آپ کسی اخبار، رسالے یا اسکول لائبریری کی کسی کتاب سے تین اقوال لکھیے۔

سرگرمیاں: ☆ طلبہ سبق کے علاوہ اسکول یا گھر کی لائبریری سے کسی بھی مثالی طالب علم کے بارے میں پڑھ کر اس پر دو پیرے لکھیں۔

☆ سبق کے مطابق نئے الفاظ کے معنی لکھیں اور اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

☆ طلبہ کسی بھی موضوع پر ایک مکالمہ لکھیں۔(اُستاد موضوع دیں)
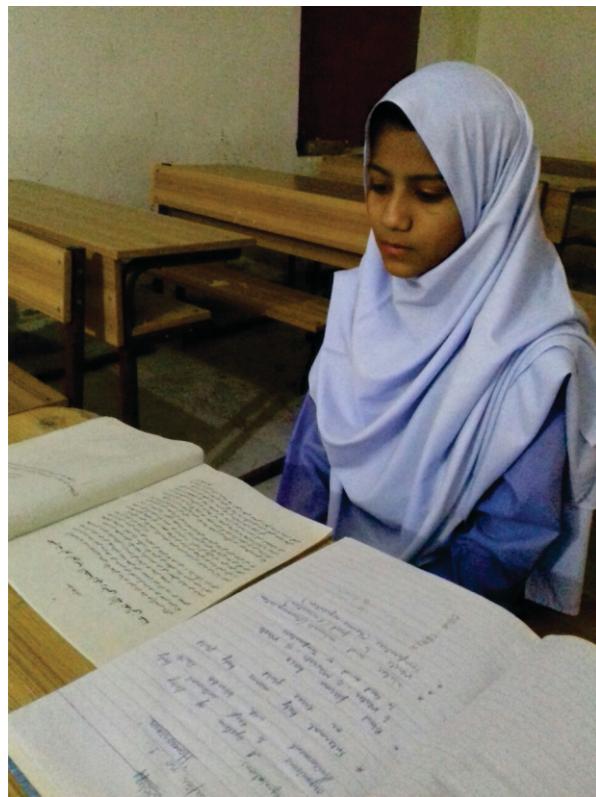
ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو چند قابلِ ذکر مثالی طلبہ / طالبات کے بارے میں بتائیے۔

طلبہ کو رموزِ اوقاف کا خیال رکھتے ہوئے مناسب لب و لہجے سے سبق کی مثالی خواندگی کرائیے۔

نیز الفاظ کے درست تلفظ کی مشق کرائیے۔

ہاکی

حاصلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) ہاکی کے کھیل کی مختصر تاریخ بیان کریں گے۔ (۲) پاکستان میں ہاکی کے بہترین کھلاڑیوں کا تذکرہ کریں گے۔ (۳) سبق کے پیراگراف کو اپنے الفاظ میں لکھیں گے۔ (۴) نئے الفاظ پر لغت دیکھ کر اعراب لگائیں گے اور ان کے معنی لکھیں گے۔

سیانے کہتے ہیں کہ صحت مند دماغ کے ساتھ صحت مند جسم ہونا ضروری ہے اور صحت مند جسم صرف ورزش کرنے یا کھیلنے سے بنتا ہے۔ کھیلنے سے جسم کے تمام اعضا کی ورزش ہوتی ہے ہمارے ملک میں تقریباً سارے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ مثلاً: کرکٹ، فٹ بال، ملاکھڑا، کشتی، کبڈی، والی بال، ٹیبل ٹینس، اسکوائش وغیرہ۔ ان سب کھیلوں میں ہمارا قومی کھیل ہاکی ہے۔ یہ سارے کھیل کُھلے میدانوں یا بڑی جگہوں پر کھیلا جاتا ہے۔

ہاکی کا کھیل سترہویں صدی کے اختتام اور اٹھارہویں صدی کی ابتدا سے ایران میں شروع ہوا ہے۔ ایران سے یہ کھیل یورپ میں پہنچا۔ پھر یہ کھیل فرانس میں شروع ہوا اور وہاں سے انگلستان پہنچا۔ اٹھارہویں صدی کے آغاز میں انگریزوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسے متعارف کرایا۔ اس کے بعد کچھ ہی عرصے میں یہ کھیل پورے ملک میں کھیلا جانے لگا۔

ہاکی کا کھیل ۱۹۰۸ء میں پہلی بار اولمپکس میں شامل کیا گیا، جس کا سب سے پہلا طلائی تمغا برطانیہ نے جیتا۔ اس کے بعد ۱۹۲۸ء میں ہندوستان کی ٹیم نے ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈم میں کھیلے جانے والے اولمپکس میں پہلی مرتبہ حصہ لیا اور طلائی تمغا جیتا۔ ۱۹۴۰ء تک یہ اعزاز ہندوستان کے پاس رہا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں **"پاکستان ہاکی فیڈریشن"** تشکیل دی گئی اور عالمی ہاکی فیڈریشن سے اِس کا الحاق ہوا۔

اسی سال پاکستان ہاکی ٹیم پہلی دفعہ اولمپک مقابلوں میں شریک ہوئی، جس میں پاکستان نے چوتھی پوزیشن حاصل کی، جو اگلے اولمپکس میں بھی برقرار رہی۔ ۱۹۵۶ء میں پہلی دفعہ پاکستان کو فائنل کھیلنے کا اعزاز حاصل ہوا اور اس میں پاکستان نے چاندی کا تمغا حاصل کیا۔ ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء کو پاکستان کی ہاکی ٹیم اولمپکس چیمپیئن بن گئی۔ پاکستان کی ہاکی ٹیم کی قسمت میں شان دار کامیابی اولمپکس مقابلوں میں سونے کے تمغے کی صورت میں ۱۹۶۸ء میں لکھی گئی۔ اسی طرح کھیلتے کھیلتے جون ۲۰۱۶ء کے اعلان کے مطابق پاکستان ہاکی ٹیم انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن (International Hockey Federation) میں ٹاپ ۲۵ کی فہرست میں دسویں نمبر پر پہنچ چکی ہے۔ اب تک ۴۷ ممالک انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن کے ممبر بن چکے ہیں۔

ہاکی کا کھیل دو ٹیموں کے درمیان ہوتا ہے۔ ہر ٹیم میں گیارہ گیارہ کھلاڑی ہوتے ہیں ان کی پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ گول کیپر، لیفٹ فل بیک، رائٹ فل بیک، رائٹ ہاف، سینٹر ہاف، لیفٹ ہاف، رائٹ آؤٹ، رائٹ اِن، سینٹر فارورڈ، لیفٹ آؤٹ اور لیفٹ اِن کی پوزیشن۔ ہاکی کا میدان (۵۵ x ۱۰۰) فٹ کے دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ پورے کھیل میں ۳۵ منٹ کے دو دورانیے ہوتے ہیں۔ ہر دورانیے میں پانچ سے دس منٹ کا وقفہ ہوتا ہے، جو کھیل کے شروع میں طے کر لیا جاتا ہے۔

کھلاڑیوں میں صرف گول کیپر کو ٹانگوں پر گھٹنوں تک پیڈ باندھنے، ہاتھوں میں دستانے پہننے اور سر پر ہیلمٹ پہننے کی اجازت ہوتی ہے۔ کھیل کے لیے جو ہاکی استعمال کی جاتی ہے وہ اٹھارہ سے اکیس اونس وزنی ہوتی ہے۔ ہاکی کی گیند سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ پاکستان نے ہاکی کے کئی نام ور اور عظیم کھلاڑی پیدا کیے ہیں جن کی فہرست طویل ہے۔ مگر ان میں سے چند کھلاڑی جن کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت ملی وہ، نصیر بُندا، عاطف حمیدی، منیر ڈار، اصلاح الدین، منور الزّماں، منظور جونیئر، رشید جونیئر، سلیم شیروانی، سمیع اللہ، شہناز شیخ، اختر رسول اور حسن سردار ہیں۔ پاکستانی ہاکی کے اسٹائل کو ایشیائی اسٹائل کہا جاتا ہے، جس میں کھلاڑی ایک دوسرے کو چھوٹے چھوٹے "پاس" دے کر برق رفتاری سے مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کے درمیان سے گیند لے جا کر مخالف ٹیم کے گول پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

ہاکی کا کھیل پوری دنیا میں مقبول ہے۔ ہمارے وطن پاکستان کے علاوہ یہ بھارت کا بھی قومی کھیل ہے۔اس کے علاوہ یہ کھیل ملائیشیا، چین، جنوبی کوریا، جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جرمنی، ہالینڈ، انگلستان، فرانس، جنوبی افریقہ اور ارجنٹائن وغیرہ میں ذوق وشوق سے کھیلا جاتا ہے۔ ہاکی کے بڑے بڑے ٹورنامنٹ، اولمپکس، چیمپئنز ٹرافی اور ورلڈ کپ ہوتے ہیں، جن میں تمام مذکورہ بالا ممالک کی ٹیمیں حصّہ لیتی ہیں۔

ہمارے وطن پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہاکی کے علاوہ دیگر کھیلوں کا بہترین سامان سیال کوٹ اور فیصل آباد میں بنتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وطنِ عزیز ہاکی کے کھیل میں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل کر کے نام کمائے۔ آمین۔

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

(الف) ہاکی کا کھیل کب شروع ہوا؟

(ب) ہاکی کا کھیل کہاں سے برصغیر میں آیا؟

(ج) اولمپکس میں سب سے پہلے ہاکی کا طلائی تمغا کس ملک نے جیتا؟

(د) پاکستان ہاکی فیڈریشن کس سال میں تشکیل دی گئی؟

(ہ) پاکستان ہاکی ٹیم نے کس سال میں پہلا اولمپکس طلائی تمغا حاصل کیا؟

(و) ہاکی ٹیم میں کتنے کھلاڑی ہوتے ہیں؟

(ز) ہاکی کے چند مشہور پاکستانی کھلاڑیوں کے نام بتائیے۔

سوال نمبر۲: درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

اعضا، الحاق، اعزاز، فہرست، برق رفتاری

سوال نمبر۳: درج ذیل خالی جگہیں دُرست لفظ لکھ کر پُر کیجیے:

(الف) صحت مند جسم کے ساتھ صحت مند۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہونا ضروری ہے۔

(ب) ہاکی کا کھیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے شروع ہوا۔

(ج) ہاکی کا کھیل برصغیر پاک و ہند میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے متعارف کرایا۔

(د) پاکستانی ہاکی کے اسٹائل کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسٹائل کہا جاتا ہے۔

(ہ) ہاکی پاکستان کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کھیل ہے

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ پر لغت کی مدد سے اعراب لگائیے اور ان کے معنی لکھیے:

شہرت۔ حملہ۔ مقبول۔ مذکورہ۔ قسمت

سوال نمبر۵: سبق کے مطابق درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) ہاکی کا کھیل انیسویں صدی میں شروع ہوا۔

(ب) ہاکی کا کھیل ۱۹۰۸ء میں پہلی بار اولمپکس میں شامل کیا گیا۔

(ج) ہاکی کا کھیل افغانستان کا بھی قومی کھیل ہے۔

(د) ہاکی کی اِسٹک کا وزن 5 کلو ہوتا ہے۔

سوال نمبر۶: ہاکی کے کھیل پر 100 الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھیے:

سرگرمیاں: ☆ طلبہ سبق کا پہلا اور دوسرا پیراگراف اپنے الفاظ میں لکھیں۔

☆ طلبہ ہاکی کے کسی میچ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) طلبہ کو پاکستان کے قومی لباس، قومی پھول، قومی زبان اور دیگر قومی اشیا کے بارے میں بھی ضروری معلومات فراہم کیجیے۔

(۲) طلبہ کو میدان میں لے جا کر ہاکی کھلائیں اور اس کھیل سے متعلق عملی طور پر ضروری معلومات فراہم کریں۔

گرل گائیڈز

حاصِلاتِ تَعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) گرلز گائیڈ کی تاریخ بیان کریں گے۔ (۲) گرل گائیڈز کے فائدے تحریر کریں گے۔
(۳) عبارت درست تلفظ اور مناسب روانی سے پڑھنا سیکھیں گے۔ (۴) محاورے کے لحاظ سے جملے درست کر کے لکھیں گے۔

جو لوگ دوسروں کی خاطر جیتے ہیں اور انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، اُن کا مقام نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی اعلیٰ ہوتا ہے۔ پاکستان میں ایسی کئی تنظیمیں ہیں جو کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بلا معاوضہ کام کرتی ہیں، اُن میں سے ایک تنظیم گرل گائیڈز بھی ہے جو کہ رضا کارانہ طور پر بین الاقوامی سطح پر کام کرتی ہے۔ یہ تنظیم قیامِ پاکستان سے بہت پہلے ۱۹۱۰ء میں وجود میں آئی۔ اس کی بانی سر لارڈ بیڈن پاوَل کی بہن ایگنیس ہیں۔ یہ تنظیم دراصل اسکاوَٹ تنظیم ہی کی وجہ سے وجود میں آئی۔ جب اسکاوَٹس کی پہلی ریلی نکالی گئی، اس میں کچھ لڑکیاں شریک ہوئیں۔ وہ لڑکیاں اسکاوَٹس کے رضا کارانہ کام اور فوائد سے بہت متاثر ہوئیں اور اُن کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ وہ بنی نوعِ انسان کی خدمت کریں۔ لڑکیوں کے جذبے اور خواہش سے متاثر ہو کر سر لارڈ بیڈن پاوَل نے اپنی بہن ایگنیس سے مشاورت کی اور ابتداء میں چھوٹی سطح پر ایک تربیتی منصوبہ بنایا گیا جو آہستہ آہستہ ترقی کی منازل طے کرتا ہوا بین الاقوامی طور پر گرل گائیڈز کا درجہ پا گیا۔ اس کی اہمیت اور مقبولیت اتنی بڑھی کہ ۱۹۲۳ء میں اِسے شاہی میثاق میں شامل کر لیا گیا۔ آزاد اور خود مختار ممالک بھی اِس کی رکنیت کے اہل قرار پائے۔

عالمی سطح پر لفظ " گائیڈ " ایک اصطلاح بھی ہے، جس سے مراد ایسی لڑکی ہے، جو " گرل گائیڈ تنظیم " کی رُکن ہو اور کسی بھی لسانی یا سیاسی سرگرمی کا حصہ نہ بنے، بلکہ بِلا تفریق، رنگ، نسل، تعصّبات اور ذاتی مفاد سے پاک اور الگ ہو کر انسانیت کی خدمت کرے۔

پاکستان میں یہ تنظیم قیامِ پاکستان کے تین مہینے بعد وجود میں آئی۔ جب قائدِ اعظم محمد علی جناح ۲۹ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور آئے اور بیگم جی۔ اے خان سے ملے تو ان کے ساتھ ان کی بہن محترمہ فاطمہ جناح بھی تھیں۔ اُس وقت پاکستان میں گرل گائیڈز تنظیم بنانے پر بات چیت ہوئی۔ کراچی واپس آنے پر ایک اجلاس بلایا گیا جس میں باقاعدہ اِس تنظیم کا اعلان کیا گیا۔ اِس طرح پاکستان گرل گائیڈز ایسوسی ایشن (PGGA) وجود میں آئی۔

۱۹۵۷ء میں پاکستان گرل گائیڈز کی لاہور میں ریلی منعقد ہوئی جس میں تقریباً ایک ہزار گائیڈز نے حصہ لیا۔ ۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کو لاہور میں بین الاقوامی سطح پر ایک اور ریلی نکلی جس میں ملکہ الزبتھ اور محترمہ فاطمہ جناح نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ عالمی سطح پر اس تنظیم کے پانچ بڑے مراکز سوئزرلینڈ، برطانیہ، میکسیکو، ہندوستان اور افریقہ میں قائم ہیں یہ تمام مراکز دولتِ مشترکہ (Common Wealth) کے مرکزی دفتر کے تحت فرائض انجام دیتے ہیں۔ پاکستان میں اس کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں ہے اور اس کے صوبائی دفاتر مختلف شہروں میں قائم ہیں۔ اس تنظیم کا مقصد لڑکیوں کی ایسی تربیت کرنا ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف فنون اور دستکاری میں مہارت پیدا کر کے روزگار حاصل کر سکیں اور وطنِ عزیز کی بہترین شہری بن سکیں۔

گرل گائیڈ چار اہم مقاصد کے لیے کام کرتی ہے:

(۱) دوسروں کو سمجھنا۔

(۲) دوسروں کی عزّت کرنا۔

(۳) اپنا اخلاق بہتر بنانا اور انسانیت کی بلا معاوضہ خدمت کرنا۔

(۴) ترقّی کے اہم کاموں میں معاشرے کی رہنمائی کرنا۔

گائیڈ کا وعدہ

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں پوری کوشش کروں گی کہ اللہ تعالیٰ اور پاکستان کے احکام پر پابند رہوں۔ بنی نوع انسان کی مدد اور تعمیرِ پاکستان کے کاموں میں حصّہ لوں اور گائیڈ کے قوانین پر عمل کروں۔"

گرل گائیڈز کے دس قوانین درج ذیل ہیں:

۱۔ گائیڈ قابل اعتماد ہوتی ہے۔

۲۔ گائیڈ وفادار ہوتی ہے۔

۳۔ گائیڈ ملن سار اور دوسری گائیڈ کی بہن ہوتی ہے۔

۴۔ گائیڈ خوش اخلاق ہوتی ہے اور دوسروں کا خیال رکھتی ہے۔

۵۔ گائیڈ جانوروں سے اچھا سلوک کرتی ہے اور ہر جاندار کا خیال رکھتی ہے۔

۶۔ گائیڈ فرمان بردار ہوتی ہے اور اپنے نفس پر قابو رکھتی ہے۔

۷۔ گائیڈ دوسروں کی مدد کرتی ہے اور وقت کا صحیح استعمال کرتی ہے۔

۸۔ گائیڈ بہادر ہوتی ہے اور مشکلات کا حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتی ہے۔

۹۔ گائیڈ کفائت شعار ہوتی ہے اپنی چیزوں کی حفاظت کرتی ہے اور دوسروں کی چیزوں کا خیال رکھتی ہے۔

۱۰۔ گائیڈ اپنے قول پر عمل کرتی ہے۔

گرل گائیڈز کو عمر کے اعتبار سے درج ذیل تین مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ جونیئر گائیڈز: جن کی عمر چھ سے گیارہ سال کے درمیان ہوتی ہے ان کی وردی سفید اور پٹّی نیلی ہوتی ہے۔

۲۔ گرل گائیڈز: ان کی عمر گیارہ سے سولہ سال تک ہوتی ہے۔ ان کی وردی سفید اور اسکارف سبز ہوتا ہے۔

۳۔ سینئر گائیڈز: ان کی عمر سولہ سال سے اکیس سال ہوتی ہے۔ ان کی وردی سفید اور سبز پٹی بہ طور اسکارف ہوتی ہے، مگر اضافی سُرخ اسکارف بھی شامل ہوتا ہے۔ (سینئر گائیڈز اور گرل گائیڈز کے یونیفارم کے ساتھ جارجٹ کا دوپٹہ بھی ہوتا ہے)

ایک اہم بات یہ ہے کہ ہر گرل گائیڈ کے پاس ایک دستی کتاب (Hand Book) ضرور ہوتی ہے۔ یہ ایک اہم کتاب ہوتی ہے جس میں مختلف قواعد وضوابط اختصار سے درج ہوتے ہیں۔ اس راہ نما کتاب پر عمل کر کے کوئی لڑکی جتنی زیادہ منزلیں طے کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے اُسے اُسی قدر انعامات اور تمغے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد گرل گائیڈ کا حوصلہ بڑھانا ہے۔ ۱۹۸۹ء میں یونیسکو (UNESCO) کی طرف سے پاکستان گرل گائیڈز ایسوسی ایشن کو نوما (NOMA) تعلیمی ایوارڈ ملا۔ اگر کوئی لڑکی اپنی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے معاشرے کی بہتری کے لیے کوئی غیر معمولی کام کرے تو "عالمی گرل اسکاوٹ ایسوسی ایشن" کی طرف سے اسے مرحلہ وار مختلف نیشنل ایوارڈز سے نوازا جاتا ہے۔

جس کا سب سے بڑا ایوارڈ ''صدارتی گولڈ میڈل'' ہے۔ "پاکستان گرل گائیڈز ایسوسی ایشن" دو مرتبہ اولیو ایوارڈ (Olave Award) بھی حاصل کر چکی ہے۔ جو کہ عالمی سطح پر بہترین کارکردگی پر (WAGGGS) کی جانب سے دیا جاتا ہے۔ ہم سب کو بھی چاہیے کہ گرلز گائیڈ کی طرح دل سے اپنے وطن پاکستان کی تعمیر میں حصہ لیں۔ لوگوں کی فلاح و بہبود کے کام کریں اور اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔

نوٹ: گرل گائیڈز کے کردار کی تشکیل کی غرض سے آٹھ نکاتی پروگرام مرتب کیا جاتا ہے اور پوشیدہ صلاحیتیں اجاگر کی جاتیں ہیں۔ جن پر ہر کام کر کے ایک گائیڈ اچھی ماں، بہن اور بیٹی بن سکتی ہے۔

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

(الف) گرل گائیڈ کون ہوتی ہے؟

(ب) ۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کو گرل گائیڈز ریلی میں کس نے خطاب کیا؟

(ج) قیامِ پاکستان کے بعد اس تنظیم کا کیا نام رکھا گیا؟

(د) PGGA کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟

(ہ) جب کوئی گرل گائیڈ اس تنظیم میں شامل ہوتی ہے تو کیا وعدہ کرتی ہے؟

(و) گرل گائیڈز کو عمر کے مطابق کتنے مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

(ز) NOMA کیا ہے؟ یہ کس کو ملا؟

سوال ۲۔ درج ذیل الفاظ و تراکیب کے معنی لکھیے اور جملے بنائیے:۔

قیامِ پاکستان، انسانیت، فُنون، دستکاری، اطاعت، تنظیم

سوال نمبر۳: سبق کے مطابق خالی جگہیں پُر کیجیے:

(ا) جو لوگ انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اُن کا مقام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اعلیٰ ہوتا ہے۔

(ب) لارڈ بیڈن پاؤل نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے مشاورت کی۔

(ج) گرل گائیڈز کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں شاہی میثاق میں شامل کر لیا گیا۔

(د) لاہور ریلی میں تقریباً ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گائیڈ نے حصہ لیا۔

(ہ) ہر گرل گائیڈ کے پاس ایک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ضرور ہوتی ہے۔

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ پر لُغت سے اعراب لگا کر تلفظ واضح کیجیے:

قوانین۔ کوشش۔ تقسیم۔ پاکیزہ۔ فنون۔

سوال نمبر۵: سبق کے مطابق درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) گرل گائیڈز ملازمت کرتی ہیں۔

(ب) (PGGA) تنظیم ۲۰۱۰ء میں وجود میں آئی۔

(ج) ۲۹ دسمبر ۱۹۴۷ء کو قائدِ اعظم اور محترمہ فاطمہ جناح نے پاکستان میں گرل گائیڈ تنظیم بنانے پر بات چیت کی۔

(د) عالمی سطح پر اس تنظیم کے آٹھ بڑے مراکز ہیں۔

(ہ) گرل گائیڈ کے پاس ایک قلم ضرور ہوتا ہے۔

سوال نمبر۶: ان الفاظ کا ایک ایک مترادف لکھیے:

لال۔ پیروی۔ تعمیر۔ بنی نوع۔ سبز

سوال نمبر۷: گرل گائیڈز کے بارے میں ایک سو (۱۰۰) الفاظ پر مشتمل مضمون لکھیے:

سرگرمی: طلبہ گرل گائیڈز کے قوانین اور مقاصد کے چارٹس لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) کلاس میں اس سبق کو پڑھاتے ہوئے مزید معلومات فراہم کیجیے۔
(۲) طلبہ کو اسی قسم کی دیگر رضا کارانہ خدمات کے بارے میں بتائیے۔

مِل کے رہو

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) نظم کو لے، آہنگ اور دُرست تلفظ سے پڑھیں گے۔ (۲) نظم کا مرکزی خیال لکھیں گے۔
(۳) نظم کا خلاصہ بیان کریں گے۔ (۴) اس نظم میں بیان کردہ نکات بیان کریں گے۔ (۵) اس نظم کی ردیفیں لکھیں گے۔

ساری دنیا کے لیے پیار کی پہچان بنو
جس پہ اللہ کرے ناز، وہ انسان بنو

کتنی قربانیاں دے کر یہ وطن پایا ہے
پھول اُجڑے ہیں ہزاروں تو چمن پایا ہے

یہ چمن اپنے ہی ہاتھوں سے نہ برباد کرو
اِس میں شامل ہے شہیدوں کا لُہو، یاد کرو

تم جو آپس میں لڑو گے تو بِکھر جاؤ گے
ملک ہی جب نہ رہے گا تو کدھر جاؤ گے

قوم و مِلّت کی نہ رسوائی کا سامان بنو
جس پہ اللہ کرے ناز، وہ انسان بنو

ایک ہم سب کا خدا، ایک ہمارا ہے رسول ﷺ
رنجشیں بھول کے، اپناؤ محبّت کے اصول

ایک ہی باغ کے پھولوں کی طرح کِھل کے رہو
ایک تسبیح کے دانوں کی طرح مِل کے رہو

ایک ہو جاؤ تو فولاد کی طاقت تم ہو
ساری دنیا کے لیے شمعِ ہدایت تم ہو

اپنے آبا کی طرح صاحبِ ایمان بنو
جس پہ اللہ کرے ناز، وہ انسان بنو

(مسرّور انور)

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) بنو، کرو، جاؤ، رہو، لڑو، ان میں سے کون سے الفاظ ردیف کے طور پر آئے ہیں؟

(ب) "پھول اُجڑے ہیں ہزاروں تو چمن پایا ہے" کا کیا مطلب ہے؟

(ج) اس مصرعے کا کیا مفہوم ہے؟ "اپنے آبا کی طرح صاحبِ ایمان بنو"۔

(د) اللہ تعالیٰ کیسے انسانوں پر فخر کرتا ہے؟

(ہ) سب مسلمان کن باتوں کی وجہ سے ایک ہیں؟

☆"دنیا" کے لیے ہم "جہان" کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

سوال نمبر۲: درجِ ذیل الفاظ کے ہم معنی الفاظ لکھیے۔

ناز۔ لہو۔ ملّت۔ پیار۔ چمن۔

سوال نمبر۳: اس نظم کی ردیفیں لکھیے:

سوال نمبر۴: اس نظم میں کون کون سی نصیحتیں کی گئی ہیں بتائیے۔

سوال نمبر۵: درج ذیل درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) ہم سب ایک ہو جائیں تو ہو جائیں گے:

(۱) سونے کی طرح (۲) چاندی کی طرح (۳) ہیرے کی طرح (۴) فولاد کی طرح

(ب) شاعر نے مل کر رہنے کے لیے مثال دی ہے:

(۱) گل کی (۲) چمن کی (۳) تسبیح کی (۴) وطن کی

(ج) اگر ہم آپس میں لڑیں گے تو:

(۱) مر جائیں گے (۲) غریب ہو جائیں گے (۳) غلام ہو جائیں گے (۴) بکھر جائیں گے

(د) ہم ساری دنیا کے لیے ہیں:

(۱) خادمِ قوم (۲) بھائی بھائی (۳) حکمرانِ عالَم (۴) شمعِ ہدایت

(ہ) ہمیں اپنے بزرگوں کی طرح بننا چاہیے:

(۱) صاحبِ دولت (۲) صاحبِ کتاب (۳) صاحبِ ایمان (۴) صاحبِ جائیداد

سرگرمیاں: ☆ طلبہ یہ نظم ٹیچر کی رہنمائی میں درست تلفظ اور ترنم سے پڑھیں۔

☆ طلبہ گروپوں میں تقسیم ہوں اور ہر گروپ نظم کے درج ذیل پہلوؤں میں سے کسی ایک پر پیش کش تیار کرے:
نظم کا خلاصہ۔ نظم کا مرکزی خیال۔ نظم کا چارٹ۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) اس مضمون کی کوئی اور نظم کلاس میں طلبہ کو سنائیے۔

(۲) ردیف کی مشق کے لیے کوئی اور نظم سنائیے اور طلبہ سے معلوم کیجیے۔

حیاتیات

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) حیاتیات کے متعلق بیان کریں گے۔ (۲) عام زندگی میں حیاتیات کی اہمیت بتائیں گے۔ (۳) سائنس دانوں کے کارنامے بیان کریں گے۔ (۴) اپنے اندر سائنسی طرزِ فکر پیدا کریں گے۔ (۵) نئے الفاظ کے مترادفات لغت میں تلاش کریں گے۔

ہم جب اپنے اطراف کی اشیا کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انھیں جانتے ہیں اور قدرت کو سمجھتے ہیں۔ سائنس کا تعلق، تجسّس، کچھ جاننے کی جستجو، معلومات کے حصول اور ان کے فوائد اور استعمال سے ہے۔ 'سائنس' لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں جاننا اور ایسی معلومات اکٹھا کرنا جو غیر جانب دار، غیر جذباتی اور محتاط طریقے سے حاصل کی جائیں۔ سائنس ہی تو ہے جو قدرتی دنیا کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ جس میں جان دار و غیر جان دار اشیا شامل ہیں۔ مختلف قسم کے جان داروں کا ارتقا کرۂ ارض پر کس طرح ہوا؟ یہ ایک دوسرے کے ساتھ کیسے رہتے ہیں؟ وہ کون سے افعال ہیں جو، اِن میں وقوع پذیر ہوئے ہیں؟ جان دار اور غیر جان دار اشیا میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ان سب سوالات کے جواب سائنس کی شاخ حیاتیات میں ملتے ہیں۔

حیاتیات (Biology) ایک یونانی لفظ سے لیا گیا ہے، جو دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ بائیوز (Bios) یعنی زندگی اور لوگوس (Logos) یعنی مطالعہ۔ جانوروں اور پودوں کا مطالعہ حیاتیات (Biology) میں کیا جاتا ہے اس میں جان داروں کی خصوصیات اور ان کی جماعت بندی، ایک دوسرے کے ساتھ رہنے اور اپنے ماحول سے تعلق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

حیاتیات تین بڑی شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ پہلی "نباتیات" (Botany) اس کے معنی ہیں پودوں کا علم۔ اس میں سائنسی طریقہ کار کے مطابق پودوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ دوسری حیوانیات (Zology) جس کے معنی ہیں جانوروں کا علم۔ اس میں سائنسی طریقۂ کار سے جانوروں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ پودوں اور جان داروں میں کچھ ایسے جان دار بھی ہیں جو عام آنکھ سے نظر نہیں آتے، ان کا خُردبین کے ذریعے ہی دیکھا جانا ممکن ہے۔ ان کا مطالعہ حیاتیات کی تیسری شاخ مائیکرو بایولوجی **(Micro-Biology)** یعنی خُرد حیاتیات میں کیا جاتا ہے۔

قرآن شریف میں سورۂ نور کی آیت نمبر ۴۵ میں ہے: (ترجمہ) ''اور اللہ ہی نے ہر چلنے پھرنے والے جان دار کو پانی سے پیدا کیا، تو اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ پیٹ کے بَل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ اسی طرح قرآن شریف میں ایسے حیاتیاتی حقائق بیان کیے گئے ہیں، جو عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ موجودہ دور کے سائنس دانوں نے ان حقائق کو سمجھنے میں مدد دی ہے کہ جن کا ذِکر قرآن شریف میں ہے۔

سورۂ نحل کی آیات نمبر ۶۶ اور ۶۷ میں ہے: (ترجمہ) ''اور تمھارے لیے چار پایوں میں بھی (مقام) عبرت (وغور) ہے کہ ان کے پیٹوں میں جو گوبر اور لہو ہے اُس سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہے۔ اور کھجور اور انگور کے میووں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ اُن سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں اُن کے لیے اِن (چیزوں) میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے''۔

حیاتیات کی ابتدا کا تعلق قبل از مسیح سے ہے۔ جس کا باقاعدہ آغاز یونانی دور سے ہوا۔ آٹھویں صدی سے بیسویں صدی کے درمیان مسلمان سائنس دانوں نے اس میدان میں ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں، مثلاً: جابر بن حیّان، عبدالمالک اصمعی، ابن الہیثم، ابوالقاسم زہراوی وغیرہ۔ دوسری طرف غیر مسلم سائنس دانوں جیسے: گلیلیو، رابرٹ ہک، گریگر جان مینڈل وغیرہ نے بھی حیاتیات کو فروغ دیا۔

حیاتیات کے میدان میں ہونے والی نت نئی ایجادات نے ادویات، طب، زراعت، دندان سازی، حیوانی علاج، باغ بانی وغیرہ میں بہت زیادہ سہولتیں فراہم کیں۔ ایسے اَمراض جن کی وجہ سے انسان مر جاتے تھے، حیاتیات کی

بہ دولت ان کا علاج ممکن ہوا۔ چیچک، خسرہ، پولیو، ٹائی فائیڈ، کالی کھانسی، تشنّج وغیرہ کی ویکسین بھی تیار کی گئیں۔ ایک طرف طب کے میدان میں اعضا کا متبادل موجود ہے، جراحت کے نت نئے طریقے دریافت ہو رہے ہیں تو دوسری طرف غذا کو مہینوں تک تازہ رکھ کر محفوظ کر سکتے ہیں۔ غرض کہ نئی نئی تحقیقات کے باعث کم زمین سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا رہی ہے اور نئی کھادوں کے ذریعے فصلوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھا جا رہا ہے۔ اسی طرح گرین ہاؤس کی بہ دولت ہر موسم میں کاشت کی جا رہی ہے۔ حیاتیات ہماری زندگی میں روز مرّہ کے متعدد مسائل حل کرنے میں مدد کر رہی ہے اور نئے نئے مواقع پیدا کر رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ماہرینِ حیاتیات کو حکومت ممکنہ وسائل فراہم کرے تا کہ وہ اپنا کام آگے بڑھا سکیں۔

سوال نمبر ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حیاتیات کیا ہے؟ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(ب) نباتیات میں کس کا مطالعہ کیا جاتا ہے؟

(ج) حیوانیات میں کس کا مطالعہ کیا جاتا ہے؟

(د) خُردبینی جانوروں کا مطالعہ حیاتیات کی کون سی شاخ میں کیا جاتا ہے؟

(ہ) عام زندگی میں حیاتیات کس طرح فائدہ مند ثابت ہوتی ہے؟

سوال نمبر ۲: درجِ ذیل میں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) حیاتیات کے معنی ہیں:

(۱) زندگی کا مطالعہ (۲) پودوں کا مطالعہ (۳) جانوروں کا مطالعہ (۴) جانوروں اور پودوں کا مطالعہ

(ب) مسلمان سائنس دانوں نے سائنسی کارنامے انجام دیے:

(۱) بیسویں صدی سے اکیسویں صدی تک (۲) انیسویں صدی میں

(۳) چودھویں صدی میں (۴) آٹھویں سے بیسویں صدی تک

(ج) حیاتیات کا باقاعدہ آغاز ہوا:

(۱) لاطینی دور میں (۲) یونانی دور میں (۳) انگریزی دور میں (۴) فرانسیسی دور میں

(د) نباتیات کے معنی ہیں:

(۱) جانوروں کا علم (۲) پودوں کا علم (۳) پھولوں کا علم (۴) پھلوں کا علم

(ہ) سائنس لفظ ہے:

(۱) لاطینی زبان کا (۲) فرانسیسی زبان کا (۳) انگریزی زبان (۴) اردو زبان کا

سوال نمبر۳: درج ذیل خالی جگہیں پُر کیجیے:

(الف) وہ جانور جو عام آنکھ سے نظر نہ آسکیں اُن کا مطالعہ حیاتیات کی شاخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں کیا جاتا ہے۔

(ب) گرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی مدد سے ہر موسم میں کاشت کی جا رہی ہے۔

(ج) حیاتیات روزمرّہ زندگی کے بہت سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حل کرنے میں مدد دے رہی ہے۔

(د) حیاتیات کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بڑی شاخوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر۴: درج ذیل دُرست بیانات کے آگے (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) حیاتیات کی شاخ حیوانیات کا تعلق پودوں سے ہے۔ ( )

(ب) حیاتیات کی ابتدا قبل از مسیح ہوئی تھی۔ ( )

(ج) لفظ لوگوس کے معنی زندگی کے ہیں۔ ( )

(د) خُردحیاتیات کا تعلق جانوروں سے ہے۔ ( )

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ کے مترادفات لُغت سے تلاش کر کے لکھیے:

افعال۔ حقائق۔ متبادل۔ جراحت۔ غذا

سرگرمیاں: ۱۔طلبہ حیاتیات، نباتیات اور حیوانیات کا فرق گروپوں میں تقسیم ہو کر چارٹس پر لکھیں۔ اس کے بعد کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

۲۔سائنس دانوں کے کارناموں پر تقریر کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: اس سبق کے علاوہ دیگر سائنسی کتب کا مطالعہ کر کے سائنس دانوں کے کارناموں سے طلبہ کو آگاہ کیجیے۔
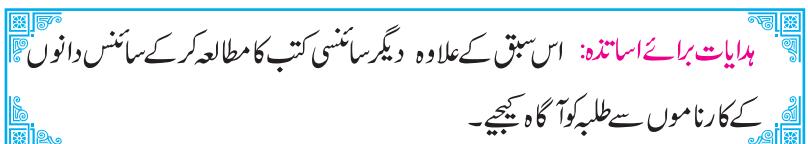
فخرِ پاکستان

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) عبدالستار ایدھی کے حالاتِ زندگی بیان کریں گے۔ (۲) کسی بھی فطری اخلاقی، یا قومی موضوع پر دُرست تلفّظ اور لب و لہجے سے ۳ منٹ تک تقریر کریں گے۔ (۳) کہاوت (ضرب المثل) کا استعمال سیکھیں گے۔
(۴) انسان دوستی کے کام بتائیں گے۔
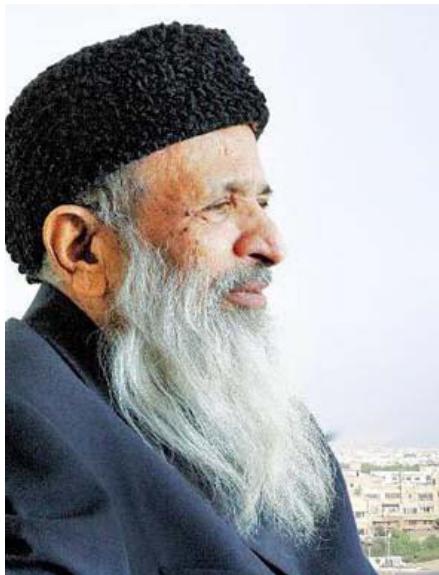
کتنے عظیم ہوتے ہیں وہ لوگ جن کا مقصدِ زندگی صرف اور صرف انسانیت کی خدمت، فلاح اور بھلائی ہوتا ہے۔ کتنی عظمت والی ہے وہ قوم جو ایسے عظیم سپوت پیدا کرتی ہے۔ یہ لوگ اپنے عزم اور عمل کی روشنی سے عظمت پا کر آسمان پر درخشاں ستاروں کی مانند قوم کے نوجوانوں کے لیے مشعلِ راہ بن جاتے ہیں۔ ایسے بے مثال لوگوں پر قوم جتنا فخر کرے، کم ہے۔ اِن افراد کا نصب العین صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ زبان، ذات، قبیلے، علاقے اور مذہب کا فرق کیے بغیر ہر ایک سے محبت، ہر ایک کی خدمت اور ہر ایک کی مصیبت و تکلیف کو رفع کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دیں۔

ہمارے وطنِ عزیز میں ایسی ہی ایک ہستی کا نام عبدالستار ایدھی ہے۔ عبدالستار ایدھی ۱۹۲۸ء میں ہندوستان کی ریاست گجرات کے ایک گاؤں بانٹوا میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدِ گرامی عبدالشکور ایدھی کپڑے کا معمولی سا کاروبار کرتے تھے۔ غربت کی وجہ سے وہ اپنے فرزند کو ابتدائی تعلیم سے زیادہ نہ پڑھا سکے۔ مشہور کہاوت ہے کہ پُوت کے پاؤں پالنے ہی میں معلوم ہوتے ہیں۔ عبدالستار ایدھی کو بچپن میں دو پیسے جیب خرچ کے لیے ملتے تھے۔ وہ ایک پیسا خود خرچ کرتے اور ایک پیسا کسی ضرورت مند کو دے دیتے تھے۔ کم سنی میں والد صاحب سے کچھ پیسے لے کر تولیے، پنسلیں اور ماچس دُکان دار سے لاتے اور بازار میں فروخت کرتے۔ کبھی گلے میں خوانچہ لٹکا کر پان بیچتے تو کبھی گھر گھر جا کر دودھ فروخت کرتے۔

ابھی گیارہ برس ہی کے تھے کہ والدہ شدید بیمار ہوگئیں، وہ ان کی خدمت میں مصروف رہنے لگے۔ جب وہ انیس برس کے ہوئے تو والدہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو خاندان کے ساتھ ہجرت کرکے پاکستان آگئے اور میٹھادر (کراچی) میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

خدمتِ خلق کا جذبہ ان میں اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ لہٰذا ۱۹۴۸ء میں میٹھادر ہی میں لوگوں کی خدمت کی خاطر "بانٹوا میمن ڈسپنسری" میں کام کرنے لگے۔ آپ کی فطرت میں لوگوں کی خدمت کرنے کی لگن تو تھی ہی اس لیے ۱۹۵۱ء میں تھوڑے بہت پیسوں کا انتظام کرکے ایک ذاتی مکان خریدا اور ایک ڈاکٹر کی مدد سے فلاحی ڈسپنسری کی بنیاد رکھی جس میں غریبوں اور محتاجوں کا مفت علاج کرتے، حتیٰ کہ رات کو گھر جانے کی بجائے ڈسپینسری کے سامنے ہی سو رہتے تاکہ اگر کسی مریض کو رات کے وقت ضرورت پڑے تو اس کی فوری مدد کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ نے ڈسپنسری کو وسعت عطا فرمائی اور جب ۱۹۵۷ء میں کراچی میں **"ہانگ کانگ فلو"** کی وبا پھیلی تو خدمت کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے ملیر میں بھی مریضوں کے لیے مفت طبی کیمپ قائم کردیا اور دن رات خوب خدمت کی۔

ترقی کی لگن ہو اور صدقِ دل سے خدمت کی جا رہی ہو تو راستے خود بہ خود نکلتے چلے جاتے ہیں۔ عبدالستار ایدھی مرحوم کی اس والہانہ خدمت کو دیکھ کر ایک صاحب نے ڈسپنسری کے لیے ۲۰ ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ اس رقم سے انھوں نے ایک پرانی ویگن خرید لی۔ خدمت کا دائرہ مزید بڑھا دیا اس طرح انھوں نے پورے سندھ میں مریضوں کے لیے امدادی سرگرمیاں بڑھا دیں۔ دردمند دل رکھنے والے عبدالستار ایدھی اب لاوارث لاشوں کو خود غسل دے کر اپنے قائم کیے ہوئے سردخانے میں محفوظ رکھتے۔ مقررہ وقت تک اگر ان کا کوئی وارث نہ آتا تو اپنے ہی قائم کیے ہوئے قبرستان میں دفن کرکے اس میت کا پورا ریکارڈ رکھتے۔

پاکستان کے شمالی علاقے بشام میں ۱۹۷۲ء میں شدید زلزلہ آیا تو کراچی سے اپنی ایمبولینس لے کر زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے پہنچ گئے اور دل کھول کر ان کی مدد کی۔ اسی طرح ایک مرتبہ سوات میں بھی زلزلہ زدگان کی مدد کو پہنچ گئے۔ اس وقت وہاں کے تمام اسپتالوں میں دوائیں ختم ہوچکی تھیں، آپ نے سارے علاقے کے میڈیکل اسٹوروں سے دوائیں خریدیں اور زخمیوں میں مفت تقسیم کردیں۔ آہستہ آہستہ آپ نے خدمت کے دائرے کو ملک سے باہر تک وسیع کردیا۔ اور لبنان اسرائیل کی جنگ کے دوران لبنان پہنچ گئے۔ جنگ کے متاثرین کو خوراک کی قلّت ہوگئی تو وہاں کے دیہات کی بیکریوں سے خوراک خرید خرید کر اُن متاثرین میں مفت تقسیم کرتے رہے۔

انسانیت کی خدمت کے جذبے سے سرشار عبدالستار ایدھی لوگوں کی خدمت کے لیے ہر وقت بے قرار رہتے تھے۔
رمضان المبارک کے مہینے میں ہمیشہ میٹھادر اور ٹاور مرکز پر **"ایدھی دستر خوان"** لگاتے اور اپنے ہاتھ سے کھانا نکال نکال کر بے سہارا، غریب اور بھوکے افراد کی پلیٹوں میں ڈالتے جاتے اور پھر اُنھی کے ساتھ بیٹھ کر خود بھی کھانا کھاتے۔
حالات کیسے ہی سنگین اور خطرناک کیوں نہ ہوں آپ بلا جھجک وہاں پہنچ جاتے اور زخمیوں یا لاشوں کو اُٹھا اُٹھا کر لاتے اور اپنی ایمبولینس میں ڈال کر اسپتال پہنچاتے۔ بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا کہ لاش کئی دنوں کی پڑی ہوئی ہوتی، اُسے غسل دیتے اور اس کے کفن کے بعد اپنے قائم کردہ سرد خانے میں محفوظ کر دیتے۔
آپ کی طبیعت میں سادگی انتہا درجے کی تھی۔ حد تو یہ ہے کہ زندگی بھر ایک ہی انداز کا لباس پہنا۔ ملیشیا یعنی کھدّر کے کپڑے کا کُرتا پاجامہ، جناح کیپ اور اسفنج کی چپلیں۔ ان کے پاس صرف تین جوڑے تھے، جنھیں خود ہی دھو دھو کر پہنتے۔ خوراک نہایت سادہ تھی۔ عام طور پر دال چاول کھانا پسند کرتے تھے۔
عبدالستار ایدھی صبر و قناعت اور توکّل جیسی خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنی پوری زندگی میں انھوں نے کبھی حکومت سے مالی مدد نہیں مانگی اور اگر حکومت نے مالی مدد دینا بھی چاہی تو لینے سے انکار کر دیا۔
بھارت سے آئی ہوئی ایک گونگی بچی گیتا کی کئی سال پرورش کے بعد جب بیگم بلقیس ایدھی اسے ہندوستان اُس کے وارثوں کے پاس لے کر گئیں تو ہندوستان کے وزیر اعظم نے ایدھی ٹرسٹ کے لیے ایک کروڑ روپے کا عطیہ پیش کیا مگر عبدالستار ایدھی نے حسبِ عادت معذرت کے ساتھ لینے سے انکار کر دیا۔
آپ کو جب بھی غریبوں کی فلاح کے لیے مالی امداد کی ضرورت پیش آتی تو بازار میں چادر بچھا کر بھیک مانگنے بیٹھ جاتے اور اس میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایک گھنٹے میں لاکھوں روپے چندہ مل جاتا ہے۔ ایک دفعہ **۱۹۹۱**ء میں **"ماچس مہم"** چلائی تو ایک مخیّر شخص نے ایک ماچس کے بدلے اکیانوے لاکھ روپے کا عطیہ دے دیا۔ اسی طرح کبھی وہ "جھولی پھیلاؤ مہم" شروع کر دیتے تو ایک ہی دن میں لاکھوں روپے جمع ہو جاتے۔
دیانت اور امانت کا یہ عالم تھا کہ شمّہ بھر بھی کبھی ٹرسٹ کے پیسوں میں سے نہیں لیا۔
عبدالستار ایدھی نے انسانی خدمت کے کام کو بہت وسعت دی۔ وطنِ عزیز کے سو سے زائد شہروں میں ایدھی فاؤنڈیشن کے دفتر قائم کیے۔ صرف کراچی شہر میں ۱۸ اسپتال قائم کیے۔ **"اپنا گھر"** کے نام سے مختلف مقامات پر **۱۵** عمارتیں قائم کیں جہاں نفسیاتی مریض، لاوارث بچے اور ضعیف العمر افراد مستقل رہتے ہیں۔ ان اداروں میں کھانے پینے اور علاج معالجے کا بہترین انتظام ہے۔

ایدھی صاحب کو جانوروں سے بھی بہت پیار تھا۔ انھوں نے جانوروں کے علاج کے لیے بھی باقاعدہ اسپتال قائم کیے۔

ایدھی فاؤنڈیشن، امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، بنگلادیش، افغانستان، لبنان، عراق، چیچنیا، سوڈان، ایتھوپیا اور دیگر ممالک میں بہت عمدہ طریقے سے اپنی خدمات انجام دے رہی ہے۔ ایک مرتبہ انھوں نے آغا خان میڈیکل یونی ورسٹی میں اپنے ایک خطاب میں فرمایا: "میں نے کسی بھی طرح کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی کیوں کہ ایسی تعلیم کا کیا فائدہ جس کے حاصل کرنے کے بعد ہم اچھے انسان نہ بن سکیں، میرا اسکول انسانیت کی فلاح و بہبود ہے۔ "اپنی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ "ہم اپنے اندر کے دُشمن پر صرف اُسی صورت میں قابو پا سکتے ہیں، جب ہمارے اندر یا ہماری روحوں میں انقلاب آ جائے"۔

آپ کی عظیم خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے دنیا بھر کے ممالک اور اداروں نے اَن گنت اعزازات سے آپ کو نوازا۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ ۲۰۰۹ء میں یونیسکو کا "خدمتِ انسانیت ایوارڈ"۔
۲۔ ۱۹۹۲ء میں حکومت سندھ کا "سماجی خدمت گزار برائے پاکستان کا ایوارڈ۔
۳۔ جامعہ کراچی کی ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری۔
۴۔ حکومت پاکستان کا سب سے بڑا سول اعزاز "نشانِ امتیاز"۔
۵۔ ۱۹۹۷ء میں گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں ایدھی ایمبولینس کو دنیا کی سب سے بڑی ایمبولینس سروس کے طور پر شامل کیا گیا۔

قوم کا یہ عظیم انسان ساری زندگی انسانیت کی خدمت کرتے کرتے ۸ جولائی ۲۰۱۶ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جاملا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ۔ آپ کے انتقال پر حکومتی سطح پر سوگ منایا گیا۔

حکومتِ پاکستان نے نہایت احترام سے اعلیٰ اعزاز کے ساتھ تجہیز و تدفین کی رسومات ادا کیں اور مرحوم کو اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ جنازے میں صدر پاکستان، سینٹ کے چیئرمین، چاروں صوبائی وزرائے اعلیٰ، گورنر سندھ اور تینوں افواج کے سربراہان کے علاوہ بڑے بڑے سِول اداروں کے سربراہوں نے بھی شرکت کی۔ آپ کا جسدِ خاکی آپ ہی کے قائم کردہ ادارے ایدھی ویلیج میں وصیّت کے مطابق سپردِ خاک کیا گیا۔ اس عظیم بابائے خدمت نے انتقال کے بعد بھی خدمت کی روش کو قائم رکھا اور وصیّت کے مطابق آپ کی آنکھیں دو ضرورت مند افراد کو لگا دی گئیں۔

ہمیں چاہیے کہ عبدالستار ایدھی نے انسانی خدمت کی جو شمع جلائی ہے، اُسے روشن رکھیں اور اس عظیم کام کو جاری و ساری رکھیں۔

❁❁❁

مشق

سوال نمبر ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) عبدالستار ایدھی کب پیدا ہوئے؟

(ب) ان کا انتقال کس تاریخ کو ہوا؟

(ج) انھیں کہاں دفنایا گیا؟

(د) انھیں انتہائی قومی اعزاز سے کیوں دفنایا گیا؟

(ہ) ان کی شہرت کی کیا وجہ ہے؟

سوال نمبر ۲: درج ذیل میں سے دُرست جوابات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) عبدالستار ایدھی روشن علامت ہیں:

(۱) علم و آگہی کی　　　(۲) شجاعت و دلیری کی

(۳) خدمت و عظمت کی　　　(۴) دولت و شہرت کی

(ب) عبدالستار ایدھی کی زندگی سے سبق ملتا ہے کہ ہم ضرورت مندوں کی:

(۱) باتیں سُنیں　　　(۲) کہانیاں پڑھیں

(۳) مشکلیں بتائیں　　　(۴) مدد کریں

(ج) ''ایدھی صاحب نے اپنی ''سوانح حیات''، لکھی''۔ ''سوانح حیات'' کا مطلب ہے:

(۱) زندگی کے حالات　　　(۲) زندگی کے مسائل

(۳) زندگی کی مشکلات　　　(۴) زندگی کی شکایات

(د) عام طور پر ایدھی ایمبولینس سروس استعمال ہوتی ہے:

(۱) ادویات لے جانے کے لیے (۲) ڈاکٹرز کو اسپتال لے جانے کے

(۳) زخمیوں کو اسپتال پہنچانے میں (۴) بیماروں کے علاج میں

(ہ) عبدالستار ایدھی مرحوم زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے پشاور پہنچے:

(۱) ۱۹۷۰ء (۲) ۱۹۷۱ء

(۳) ۱۹۷۲ء (۴) ۱۹۷۳ء

سوال نمبر۳: درج ذیل خالی جگہوں کو دُرست لفظوں سے پُر کیجیے:

(الف) عبدالستار ایدھی مرحوم کو حکومت نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا خطاب دیا۔

(ب) عبدالستار ایدھی مرحوم ہندوستان سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں آئے۔

(ج) عبدالستار ایدھی مرحوم نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ذاتی مکان میں ڈسپینسری قائم کی۔

(د) آپ رمضان شریف میں غریبوں کے لیے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لگاتے تھے۔

☆ **ان فقروں کو پڑھیے:**

(۱) آدھا تیتر آدھا بٹیر

(۲) اندھا کیا چاہے دو آنکھیں

(۳) گھر کی مرغی دال برابر

ان فقروں کا مفہوم ہے۔(۱) بے جوڑ، بے میل بات (۲) غرض مند آدمی کو اپنی غرض سے دل چسپی ہوتی ہے

(۳) اپنے عزیزوں کے کمال کی قدر نہیں کی جاتی۔

اس طرح کے فقروں کو ضربُ المثل یا کہاوت کہتے ہیں۔ ضرب المثل انسانی مشاہدات اور تجربات کا نچوڑ ہوتی ہیں اور انھیں کسی خاص موقعے پر بہ طور مثال استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے پیچھے عام طور پر کوئی نہ کوئی قصّہ ضرور ہوتا ہے۔

سوال نمبر۵: آپ کے سبق میں اس طرح کی ایک کہاوت یا ضرب المثل موجود ہے۔ اسے تلاش کیجیے اور اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

سرگرمیاں: (۱) عبدالستار ایدھی کی زندگی پر چارٹ کی تقریر کریں۔

(۲) اپنے اسکول کی لائبریری سے لغت لے کر پانچ کہاوتیں اور ان کا مطلب لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) لغت سے کہاوتیں یا ضربُ الامثال تلاش کرنے میں طلبہ کی مدد کیجیے اور ان کے مفہوم بھی سمجھائیے۔

(۲) اس مشق میں دیے گئے کثیر الانتخابی سوالات (MCQs) کے جوابات سبق میں براہِ راست موجود نہیں۔ یہ سوالات طلبہ میں سوچ سمجھ کر پڑھنے کی صلاحیت بڑھانے کے لیے شامل کیے گئے ہیں لہٰذا ان سوالات کے جوابات طلبہ سے اَخذ کرائیے اور ضرورت کے مطابق عبارت فہمی میں ان کی مدد کیجیے۔

ایک ہی سب کی منزل ہے

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) نظم کو ترنم اور لَے سے گائیں گے۔ (۲) نظم کا پیغام یا مرکزی خیال بتائیں گے۔
(۳) لُغت دیکھ کر مترادف الفاظ لکھیں گے۔

سبز ہلالی پرچم جگ میں سورج بن کر چمکے گا
خاکِ وطن کا ذرّہ ذرّہ سونا بن کر دمکے گا
سورج بن کر چمکے گا
سونا بن کر دمکے گا

ایک ہی کشتی کے ہیں مُسافر ایک ہی سب کا ساحل ہے
ایک ہی سب کی راہ گزر ہے ایک ہی سب کی منزل ہے
ایک ہی سب کا ساحل ہے
ایک ہی سب کی منزل ہے

اپنے عمل کی ضَو سے اپنے گھر کو روشن رکھیں گے
جان کی قیمت پر بھی قائم پیار کے بندھن رکھیں گے
گھر کو روشن رکھیں گے
پیار کے بندھن رکھیں گے

ہم ہر دور میں رُوئے وطن پر پھول سجانے والے ہیں
بستی بستی علم و عمل کے دیپ جلانے والے ہیں
پھول سجانے والے ہیں
دِیپ جلانے والے ہیں

آؤ لگائیں جان کی بازی پھیر دیں رُخ طوفانوں کا
شمعِ وطن روشن ہے ہم بھی کام کریں پروانوں کا
پھیر دیں رُخ طوفانوں کا
کام کریں پروانوں کا
جب تک ہے یہ جان سلامت، گیت وطن کے گائیں گے
چاند ستاروں سے بھی اونچا ہم پرچم لہرائیں گے
گیت وطن کے گائیں گے
ہم پرچم لہرائیں گے

(شرؔر نعمانی)

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) "ایک ہی سب کی منزل" سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ب) ہم وطن کی عزت کس طرح بڑھا سکتے ہیں؟

(ج) "علم کے دیپ" جلانے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(د) اس نظم کے آخری بند میں شاعر نے کیا عزم کیا ہے؟

(ہ) اس نظم میں شاعر ہمیں کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟

سوال نمبر۲: نظم "ایک ہی سب کی منزل ہے" کے مطابق مناسب الفاظ سے مصرعے مکمل کیجیے:

(الف) خاکِ وطن کا ذرّہ ذرّہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بن کر دمکے گا۔

(ب) ایک ہی سب کی راہ گزر ہے، ایک ہی سب کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(ج) جان کی قیمت پر بھی قائم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے بندھن رکھیں گے۔

(د) آؤ لگائیں جان کی بازی پھیر دیں رُخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا۔

(ہ) جب تک ہے یہ جان سلامت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وطن کے گائیں گے۔

سوال نمبر۳: نظم "ایک ہی سب کی منزل ہے" کے مطابق درست جواب کا انتخاب کیجیے۔

(الف) سبز ہلالی پرچم جگ میں چمکے گا:

۱۔چاند بن کر ۲۔سورج بن کر ۳۔ستارہ بن کر ۴۔کہکشاں بن کر

(ب) اپنے عمل کی ضو سے رکھیں گے:

۱۔گھر کو روشن ۲۔محلے کو روشن ۳۔شہر کو روشن ۴۔ملک کو روشن

(ج) شمعِ وطن روشن ہے ہم بھی کام کریں:

۱۔دیوانوں کا ۲۔بیگانوں کا ۳۔پروانوں کا ۴۔حیوانوں کا

(د) ہم سب مسافر ہیں:

۱۔ایک ہی بس کے ۲۔ایک ہی ریل کے ۳۔ایک ہی جہاز کے ۴۔ایک ہی کشتی کے

(ہ) ہم روئے زمیں پر:

۱۔ستارے سجانے والے ہیں ۲۔پھول سجانے والے ہیں

۳۔چاند سجانے والے ہیں ۴۔جھنڈیاں سجانے والے ہیں

سوال نمبر۴: دیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے بنائیے۔

(الف)پرچم (ب)منزل (ج)رُخ (د)عمل (ہ)شمع

سوال نمبر۵: کالم الف کے الفاظ کو کالم ب کے ہم آواز الفاظ (قافیے) سے ملائیے:

الف	ب
چمک	احسان
منزل	ساحل
بندھن	جلانے
سجانے	روشن
طوفان	دمک

سرگرمی: ☆ طلبہ اس نظم کے پیغام کے مطابق کوئی دوسری نظم اسکول کی لائبریری سے تلاش کر کے لکھیں اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: ☆ طلبہ سے کورَس کی شکل میں نظم پڑھوایئے۔ ☆نظم کا مرکزی خیال واضح طور پر طلبہ کو سمجھائیے۔

اَدَب کی اَہمیت

حاصِلاتِ تَعَلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) عبارت سمجھ کر پڑھیں گے۔ (۲) اپنے مشاہدے پر مبنی تین پیرے لکھیں گے۔ (۳) ادبی تحریر کو دو صورتوں میں ترتیب دیں گے۔ (۴) کتب بینی کی اہمیت پر مکالمہ کریں گے۔

لفظ "ادب" دو معنوں میں مُستَعمل ہے۔ ایک عزّت اور احترام کے معنوں میں، جسے انگریزی میں ریس پیکٹ "Respect" کہتے ہیں اور دوسرے ایسی تحریر کو بھی ادب کہتے ہیں جس میں انسانی احساسات، جذبات اور خیالات پیش کیے جائیں، اسے انگریزی میں لٹریچر "Literature" کہا جاتا ہے۔

ادب کے پہلے معنوں کا تعلق ہر فرد سے ہے۔ مَثَل مشہور ہے: **"با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب!"** جب کہ ادب کے دوسرے معنوں کا تعلق ہر فرد سے نہیں ہوتا، لیکن ہر شخص اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ کیوں کہ یہ ایک ایسی عمدہ تحریر ہوتی ہے جس سے ذہنی و قلبی آسودگی حاصل ہوتی ہے اور اُس سے مطالعے کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے۔

ادب دنیا کی ہر زبان میں لکھا جاتا ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی، چینی، جرمن، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو وغیرہ۔ لیکن ادبی تحریر کے لیے زبان پر مہارت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ہر تحریر ادبی تحریر نہیں ہوتی۔ ادبی تحریر وہی ہوتی ہے جس میں معاشرتی سچائی کو عمدگی سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جذبات اور تاثرات کو بہتر انداز سے پیش کیا گیا ہو۔

ادب زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھتا ہے۔ چاہے وہ سائنسی ہو یا مذہبی، جغرافیائی ہو یا نفسیاتی، معاشرتی ہو یا صحافتی۔ ادب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ جو بات وعظ اور نصیحت کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اُتر نہیں پاتی، وہی بات ایک ادبی تحریر یا شعر کی شکل میں نہ صرف لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی ہے بلکہ گہرے نقوش بھی چھوڑ جاتی ہے۔

ادبی تحریر دو صورتوں میں ہوتی ہے ایک نثر اور دوسری نظم (شاعری)

نثر کی صورت میں ادب کی جو اقسام اردو میں خاص طور پر مشہور ہیں، اُن میں کہانی، ناول، افسانہ، ڈراما، سفر نامہ، آپ بیتی، سوانحِ حیات اور مضامین وغیرہ شامل ہیں۔ نظم (شاعری) کی شکل میں حمد، نعت، غزل، قصیدہ اور مرثیہ وغیرہ اردو ادب میں بہت مقبول ہیں۔

انسانی زندگی میں ادب کی بڑی اہمیت ہے کیوں کہ ادب معاشرے کا عکّاس ہوتا ہے، لہٰذا وہ معاشرے کی صحیح صحیح تصویر کشی کرتا ہے جس سے لوگوں کے اصل چہرے اور معاشرتی حقائق کا دُرست طور پر انکشاف و ادراک ہوتا ہے۔

ادبی تحریر لکھنے والے کو **"ادیب"** کہا جاتا ہے اور چوں کہ ادیب بھی ہمارے معاشرے کا ایک فرد ہوتا ہے اور حسّاس دل و دماغ کا مالک ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ معاشرتی خرابیوں اور اخلاقی خامیوں پر کُڑھنے کے بجائے اپنی تحریروں سے ان کے تدارک کی تجاویز پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی اُن کی اصلاح کی کوشش بھی کرتا ہے۔ ادیب مایوس لوگوں کے دلوں میں امید کی کرن پیدا کرنے کا موجب بھی بنتا ہے۔

ادیب معاشرے میں ایک جرّاح کی سی اہمیت رکھتا ہے۔ جس طرح ایک جرّاح اپنے نِشتر کے ذریعے جسم سے ناسُور کاٹ کر الگ کر دیتا ہے۔ اُسی طرح ایک ادیب بھی اپنی تحریر سے معاشرتی برائیوں کو دور کرتا ہے جس کی بہ دولت لوگوں میں شعور اور معاشرے میں سدھار پیدا ہوتا ہے۔

اُردو میں ایسا ولولہ انگیز ادب بھی موجود ہے جو مختلف موقعوں پر لوگوں میں شعور اور جوش و خروش پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے، مثلاً: تحریکِ پاکستان کے حوالے سے ایسا بہت سا ادب اُردو میں تخلیق ہوا جس سے مسلمان قوم میں سیاسی سماجی، ادبی اور تہذیبی شعور پیدا ہوا۔ ہمارے ادیبوں اور شاعروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے آزادی کی جدو جہد میں ایک نئی روح پھونکی، جن ادیبوں اور شاعروں نے اپنے زورِ قلم سے لوگوں میں قومی تشخص اور آزادی کا جذبہ پروان چڑھایا اُن میں مولانا الطاف حسین حالی، سر سید احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد، علامہ شبلی نعمانی، جوش ملیح آبادی اور علامہ اقبال سرِ فہرست ہیں۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی ہندوستان پاکستان کی جنگوں کے دوران جو قومی نغمے پیش کیے گئے، وہ ہمارے شعری ادب کا عظیم سرمایہ ہیں۔

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے:

(الف) ادب کی خوبی کیا ہے؟

(ب) ادب کن دو صورتوں میں تخلیق ہوتا ہے؟

(ج) کون سی تحریر ادبی ہوتی ہے؟

(د) انسانی زندگی میں ادب کی کیا اہمیت ہے؟

(ہ) ادب کسے کہتے ہیں اور معاشرے میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

سوال نمبر۲: درج ذیل میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) اردو زبان میں ادب مستعمل ہے:

(۱) دو معنوں میں (۲) تین معنوں میں (۳) چار معنوں میں (۴) پانچ معنوں میں

(ب) ادب فراہم کرتا ہے:

(۱) افسردگی (۲) آسودگی (۳) شرمندگی (۴) خوش نودی

(ج) ادب معاشرے کا ہوتا ہے:

(۱) دشمن (۲) شکاری (۳) مخالف (۴) عکّاس

(د) ادب تخلیق کرنے کے لیے ضروری ہے زبان کی:

(۱) شناسائی (۲) مہارت (۳) مضبوطی (۴) پہچان

(ہ) معاشرے میں ادیب حیثیت رکھتا ہے:

(۱) افسر کی (۲) کلرک کی (۳) جرّاح کی (۴) مزدور کی

سوال نمبر۳: سبق کے مطابق درج ذیل جملے دُرست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) ادب زندگی کے ہر شعبے پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(ب) ہر تحریر ۔۔۔۔۔۔۔۔ تحریر نہیں ہوتی۔

(ج) ادب دو صورتوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا ہے۔

(د) انسانی زندگی میں ادب کی بڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتی ہے۔

(ہ) ادب کے پہلے معنوں کا تعلق ہر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ہوتا ہے۔

سوال نمبر۴: اخبار کے ایڈیٹر کے نام اپنے اسکول کے فنکشن کے بارے تفصیلی خط لکھیے۔

سرگرمیاں: ☆ طلبہ کلاس میں بیت بازی کا مقابلہ کریں۔

☆ سبق میں ذکر کیے گئے ادیبوں اور شاعروں کی ادبی خدمات پر مختلف کتابوں سے معلومات جمع کر کے مضمون تیار کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو بیت بازی کی تربیت دیجیے۔

(۲) خطوط نویسی کے لوازمات اور اندازِ تحریر میں طلبہ کی رہ نمائی کیجیے۔

(۳) کتب بینی کی مکالمے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔

علمِ کیمیا

حاصِلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) عام زندگی میں کیمیا کی اہمیت بیان کریں گے۔ (۲) علمِ کیمیا کے ابتدائی اور مختلف ادوار کے سائنس دانوں کی خدمات پر مضمون لکھیں گے۔ (۳) ضربُ الامثال کا استعمال سیکھیں گے۔

علمِ کیمیا کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنی انسان کی تہذیب۔ دنیا کی ساری نعمتیں علمِ کیمیا کی مرہونِ منّت ہیں۔ علمِ کیمیا کا تعلق قدرتی مادّوں کے استعمال اور مصنوعی مادّوں کی ترکیب سے ہے۔ علمِ کیمیا ہمارے ماحول کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ شیشہ سازی اور دھات سازی ایسے کیمیائی عمل ہیں جو زمانۂ قدیم سے جاری ہیں۔ ان کی مدد سے کھاد، ایندھن، مصنوعی ریشے اور خام مال کی منصوبہ بندی کر کے کار آمد چیزیں تیار کرتے ہیں۔ ایٹم ہو یا کہکشاں، سب علمِ کیمیا ہی کی مدد سے سمجھے جاتے ہیں، علمِ کیمیا نہ صرف ایٹم سے متعلق ہے، بلکہ اس کا تعلق ایٹم کی خصوصیات اور اُس کے آپس میں ملنے کے اصول و قواعد سے بھی ہے۔

علمِ کیمیا کا استعمال بہت وسیع ہے۔ کار کا ایندھن، ٹوتھ برش، بال پین، نئی نئی ادویات اور تعمیری اشیا وغیرہ ہر جگہ کیمیا ہی کا استعمال ہے۔ صدیوں پہلے انسان نے آگ کو جلتے دیکھ کر اپنی کیمیائی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور آزمائش اور چُوک ہی علمِ کیمیا کی ابتدا ہے۔ کیمیا کا تعلق اشیا کی خصوصیات، ترتیب اور اس کی ساخت سے ہے اور یہ مادّے میں تبدیلی کے اصول و قانون سے بحث کرتی ہے۔ یونانی فلسفیوں جیسے افلاطون، دیموقراطس، ارسطو وغیرہ نے علمِ کیمیا کی ترقی میں حصہ لیا تو رومیوں نے کیمیائی ہنر کی مدد سے دھات کاری کے عمل کو آگے بڑھایا۔

مسلم سائنس دان بھی کسی سے پیچھے نہ تھے، انھوں نے تجرباتی طریقِ کار کو متعارف کروایا، قیف، کیمیائی ترازو وغیرہ ان کی ایجادات ہیں۔ ان لوگوں نے مختلف تیزاب، الکحل اور ادویات بھی دریافت کیں۔

جابر بن حیّان　　زکریا رازی　　البیرونی　　بوعلی سِینا

جابر بن حیّان کو بابائے کیمیا کہا جاتا ہے۔ شورے کا تیزاب، نمک کا تیزاب، کپڑوں پر رنگ کرنے کے طریقے اُنھی کے مرہون منت ہیں۔ الرازی ماہرِ علمِ کیمیا تھے۔ انھوں نے جان دار اور بے جان کے درمیان فرق واضح کیا اور الکحل تیار کیا۔ اِسی طرح البیرونی نے کثافت معلوم کی۔ بوعلی سینا نے ادویات پر بہت زیادہ کام کیا۔

موجودہ دور کے علمِ کیمیا کے سائنس دان بھی کسی سے کم نہیں۔ بابائے جدید کیمیا رابرٹ بوائل کو مانا جاتا ہے۔ جے بلیک نے کاربن ڈائی آکسائیڈ، جے پرسلے نے سلفر ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن کلورائیڈ دریافت کی تو شیلے نے کلورین، کیونڈش نے ہائیڈروجن دریافت کی۔ دوسری طرف جان ڈالٹن نے ایٹمی وزن کا تصوّر دیا۔ مادام کیوری نے ایٹم کی ساخت بتائی اور جے جے برسلے نے عناصر کی شناخت اور فارمولے بتائے۔

کیمیا دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے، نامیاتی کیمیا اور غیر نامیاتی کیمیا۔ کیمیا کے انسانی زندگی پر بہت گہرے اثرات ہیں۔ زندگی کے ہر میدان میں کیمیا پیش پیش ہے۔ کلورین کی دریافت نے ہیضہ، تپِ مُحرِّقہ (ٹی بی) اور پیچش جیسی خطرناک بیماریوں کو ختم کرنے میں مدد دی۔ ایک طرف زندگی بچانے والی ادویات کیمیا کی مرہونِ منت ہیں تو دوسری طرف ماحولیاتی تباہی سے بچانے کے لیے کیمیا کا اہم کردار ہے۔ کلورین کیمیائی صنعت میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ پی وی سی پلاسٹک کی مدد سے پائپ بنائے جاتے ہیں، وباکُش، رنگ کاٹ، ادویات، صابن، سیمنٹ، آتش گیر مادّے بھی انسانی زندگی میں اہمیت کے حامل ہیں۔ عام زندگی میں سوڈیم کلورائیڈ، پوٹاشیم، ایلم، بلیچنگ پاؤڈر، سوڈیم، ہائیڈروجن کاربونیٹ، کیلشیم کاربونیٹ جیسے اہم مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔

کیمیا کا اطلاق خود ایک سائنس ہے جس میں مسلسل تبدیلیاں آ رہی ہیں۔علمِ کیمیا ایک عملی سائنس ہے اور ہماری روز مرّہ زندگی پر گہرے اثرات ڈالتی ہے۔ہمارے ماحول کو خوش گوار رکھتی ہے ہمیں روز مرہ کی خوراک بہم پہنچاتی ہے۔ہمارے کپڑے اور پناہ گاہیں فراہم کرتی ہے۔جوہری کیمیا خطرناک بیماریوں میں مدد دیتی ہے۔

لیکن کیمیکلز کے غلط استعمال نے ہماری صحت اور ماحول پر منفی اثرات بھی ڈالے ہیں۔جوہری کیمیا کو جہاں انسان کی بقا کے لیے استعمال کرتے ہیں وہیں انسانیت کے خاتمے کے لیے انتہائی مہلک جوہری ہتھیار میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ایک پڑھے لکھے شہری اور صارف ہونے کے ناطے یہ ہمارے بہترین مفاد میں ہے کہ ہم کیمیکلز کے مثبت اور منفی اثرات کو سمجھیں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں۔

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے۔

(الف) علمِ کیمیا کی ابتدا کیسے ہوئی؟

(ب) اپنے الفاظ میں علمِ کیمیا کی تعریف بیان کیجیے

(ج) مسلمان سائنس دانوں کی خدمات بیان کیجیے۔

(د) آپ کے خیال میں کیمیا کی عام زندگی میں کیا اہمیت ہے؟

(ہ) معاشرے پر علمِ کیمیا کے مثبت اور منفی اثرات بیان کیجیے۔

سوال نمبر۲: درج ذیل میں سے دُرست بیانات کے آگے (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) جابر بن حیان نے شورے کا تیزاب اور کپڑوں کو رنگنے کے طریقے ایجاد کیے۔ (   )

(ب) کیمیا کا تعلق اشیا میں موجود توانائی سے ہے۔ (   )

(ج) آزمائش اور چُوک ہی علمِ کیمیا کی ابتدا ہے۔ (   )

(د) جے بلیک نے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس دریافت کی۔ (   )

(ہ) البیرونی نے چیزوں کی کثافت دریافت کی۔ (   )

سوال نمبر۳: درج ذیل میں درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) بابائے کیمیا مانے جاتے ہیں:

(۱) الرازی (۲) البیرونی (۳) ابنِ سینا (۴) جابر بن حیان

(ب) پائپ بنائے جاتے ہیں:

(۱) آتش گیر مادّے سے (۲) لکڑی سے (۳) شیشے سے (۴) پی وی سی سے

(ج) ایٹمی وزن کا تصور پیش کیا:

(۱) جان ڈالٹن نے (۲) جے بلیک نے (۳) رابرٹ بوائل نے (۴) جے جے برسلے نے

(د) قیف اور کیمیائی ترازو ایجادات ہیں:

(۱) یونانیوں کی (۲) رومیوں کی (۳) مسلمانوں کی (۴) جدید سائنسدانوں کی

(ہ) ایٹم کی ساخت دریافت کی:

(۱) مادام تساؤ نے (۲) مادام کیوری نے (۳) کیونڈش نے (۴) شیلے نے

سوال نمبر۴: درج ذیل الف کالم کے الفاظ ب کالم کے صحیح الفاظ سے ملایئے:

(الف)	(ب)
کاربن ڈائی آکسائیڈ	الرازی
جان دار اور بے جان	کلورین
کثافت	جے بلیک
شیلے	البیرونی

سوال نمبر۵: درج ذیل میں سے درست بیانات پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) علمِ کیمیا کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے۔

(ب) علمِ کیمیا کا تعلق مادّے اور توانائی سے ہے۔

(ج) آکسیجن کی دریافت سے ہیضہ اور پیچش ختم کرنے میں مدد ملی۔

(د) جوہری کیمیا کو انسان کے فائدے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ہ) علمِ کیمیا عملی سائنس نہیں ہے۔

سوال نمبر ۶: درج ذیل ضرب الامثال کے معنی لُغت سے دیکھ کر لکھیے:

(۱) آ بیل مجھے مار　　　(۲) جیسا دیس ویسا بھیس

(۳) بغل میں لڑکا، شہر میں ڈھنڈورا　　　(۴) چراغ تلے اندھیرا

سرگرمیاں:

☆ طلبہ علمِ کیمیا کے ارتقا کے بارے میں مضمون لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ ضرب الامثال اور ان کا مفہوم لکھ کر آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو علمِ کیمیا کے ارتقا اور اہمیت کے بارے میں بتائیے۔

(۲) طلبہ کو ضرب الامثال / کہاوتیں سمجھائیے۔

پاکستان کی تہذیب وثقافت

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) ذرائع ابلاغ میں خبروں، ڈراموں اور فیچروں میں موجود مواد کے نکات کا تجزیہ کریں گے۔ (۲) پاکستان کی تہذیب اور رسم و رواج بیان کریں گے (۳) پاکستان کی مختلف تہذیبوں کے بارے میں تقریر کریں گے۔ (۴) محاورے اپنے جملوں میں استعمال کریں گے۔

تہذیب وثقافت عام طور پر ایک ہی معنوں میں استعمال ہونے والے یا سمجھے جانے والے الفاظ ہیں لیکن ان کے درمیان ایک باریک سا فرق ہے، جسے سمجھنا ضروری ہے۔ کسی بھی خطے میں رہنے والے لوگوں کے رہن سہن، رسم و رواج، زبان و ادب، فنونِ لطیفہ، عقائد و نظریات اور زندگی و موت کے مواقع پر اظہار کی جو جو صورتیں ہیں، یہ سب ثقافت میں شمار ہوتی ہیں۔ جب تمدن و معاشرت میں مذکورہ کیفیتوں کے اظہار کے لیے طریقے، سلیقے، ضابطے، اصول اور قوانین وضع ہو جاتے ہیں، تو اسے تہذیب کہتے ہیں۔ کسی بھی ثقافت کا وہاں کے رہنے والوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔

پاکستان دنیا کے جس خطے میں واقع ہے۔ اس کے مختلف علاقوں میں مختلف تہذیبوں نے جنم لیا۔ جن کی عمریں سیکڑوں بلکہ ہزاروں سال ہیں۔ پاکستان مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کے ملاپ کا مقام ہے ۔ قدیم تہذیبوں میں، وادیِ سندھ، مہر گڑھ اور گندھارا کی تہذیبیں شامل ہیں۔ پاکستان کی تہذیب و ثقافت پر ان تہذیبوں کے علاوہ ہندوؤں، عربوں، افغانوں، منگولوں، مغلوں، ترکوں، ایرانیوں اور انگریزوں کی تہذیب وثقافت کے اثرات بھی نظر آتے ہیں۔ پاکستان ساحلِ سمندر سے لے کر بے آب و گیاہ ریگستانوں، چٹیل میدانوں، اونچے اونچے پہاڑوں تک جو مختلف جغرافیائی کیفیت اور آب و ہوا لیے ہوئے ہیں، انھوں نے پاکستانی تہذیب وثقافت کو مزید رنگا رنگ اور دلکش بنا دیا ہے۔ اسی لیے پاکستان میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک الگ الگ زبانیں، بولیاں، لباس، کھانا پینا، رہن سہن اور طرزِ تعمیر نظر آتے ہیں۔

آیئے، پاکستان میں پائی جانے والی مختلف تہذیبوں کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

مہر گڑھ کی تہذیب: پاکستان کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ہے۔ یہ تہذیب بلوچستان کے ایک علاقے کی تہذیب ہے۔ اسی دور میں پہلی مرتبہ جنوبی ایشیا میں باقاعدہ زراعت کا آغاز ہوا۔ جو وادیِ سندھ کی تہذیب کے اختتام تک رہا۔ یہاں کے آثار سے پتا چلتا ہے کہ یہاں کے باسیوں نے ۵۱۰۰ ق م میں اینٹوں کی مدد سے گھروں کی تعمیر شروع

کر دی تھی۔ اس دور کا ایک شہر مہر گڑھ جو کہ ۱۷۰ ایکڑ پر پھیلا ہوا تھا کسی بھی قدیم تہذیب کا اب تک دریافت ہونے والا سب سے بڑا شہر ہے۔ ۳۵۰۰ ق م تک دست کاری کے ایک اہم اور بڑے مرکز کی حیثیت بھی رکھتا تھا۔

وادی سندھ کی تہذیب: وادیِ سندھ کی تہذیب بھی دنیا کی قدیم ترین اور مشہور تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس تہذیب کے آثار دریائے سندھ کے کنارے کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ موئن جودڑو کا تہذیبی ورثہ لاڑکانہ ڈویژن میں واقع ہے اپنے عروج کے دور میں وادیِ سندھ کی آبادی تقریباً پچاس لاکھ نفوس پر مشتمل تھی۔ یہاں کی گلیاں، تالاب، گھروں کی ترتیب وتعمیر اور فراہمی ونکاسی آب کے نظام کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ کم سہولتوں کے باوجود طرزِ معاشرت میں کتنے مہذّب تھے۔ ہڑپا اور موئن جودڑو اس دور کے اہم شہر ہیں۔ ضلع ساہیوال میں ہڑپا تہذیب کے آثار محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ موئن جو دڑو اور ہڑپّا کی کی ان باقیات سے اس دور کے انسانوں کی تخلیقی صلاحیت، معاشرتی شعور اور جفاکشی کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ ترقی یافتہ اور طرزِ معاشرت میں کتنے آگے تھے۔

گندھارا اور بدھ مت کی تہذیبیں: یہ تہذیبیں پاکستان کے شمالی علاقوں میں پروان چڑھیں۔ ان علاقوں کی تہذیبی روایت پر یونانی تہذیب کا اثر نظر آتا ہے، گندھارا تہذیب کا مرکز ٹیکسلا کا مضافاتی علاقہ ہے۔ اس مقام پر حکومت پاکستان نے ایک عجائب گھر قائم کر دیا ہے، جس میں گندھارا تہذیب کی باقیات رکھی گئی ہیں۔

پاکستان کی موجودہ ثقافت پر اس خطّے پر اثر انداز ہونے والی تمام تہذیبوں کے ساتھ ساتھ، اسلامی تہذیب و ثقافت کا رنگ بھی خاصا گہرا ہے، اور کیوں نہ ہو۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکت میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ ان کا دین اسلام ہے۔ لہٰذا! اسلامی طرزِ معاشرت یہاں کے رہنے والوں میں نمایاں ہے۔ اصول وقوانین اور ضابطے اسلامی احکامات کی روشنی میں بنائے گئے ہیں۔ پاکستان کے رسم ورواج سادہ اور اپنے اپنے علاقے کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ یہ زبان قومی وحدت کی خوبی رکھنے کے سبب تمام لوگوں کو آپس میں جوڑے ہوئے بھی ہے۔ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے علاقے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ پاکستان کی دیگر زبانوں میں پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی، ہندکو، گجراتی، براہوی اور بروہی شامل ہیں۔ ان زبانوں سے ہر علاقے کی انفرادی پہچان قائم ہوتی ہے۔

پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیض ہے، جو اکثریت کا پہناوا ہے۔ مگر ہر صوبے میں الگ الگ لباس پر ٹوپی اور چادر کے استعمال سے علاقائی شناخت بھی نظر آتی ہے۔

بزرگانِ دین کے عرس کے مواقع پر جو میلے لگائے جاتے ہیں ان میں علاقائی ثقافتی اشیا کی فروخت کے علاوہ کھیل اور تماشوں کے ذریعے بچوں اور بڑوں کو سستی تفریح بھی فراہم کی جاتی ہے۔ قوالی اور ذکر کی محفلیں زائرین کے قلب کو گرماتی ہیں۔ ان عُرسوں میں لوگ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔

ہاکی پاکستان کا قومی کھیل ہے، مگر کرکٹ یہاں سب سے زیادہ کھیلا اور دیکھا جانے والا کھیل ہے۔ محلوں، بستیوں کی سطح پر کشتی، ملاکھڑو، کبڈی، گلی ڈنڈا، لٹو، تیراکی اور زور آزمائی کے مقابلے دیکھنے میں آتے ہیں۔ پیدائش اور اموات پر بھی پاکستان میں مختلف رسم و رواج نظر آتے ہیں۔ بچے کی پیدائش پر مختلف انداز سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، عقیقہ گو کہ خالص اسلامی رسم ہے مگر اس پر بھی علاقائی چھاپ گہری ہے۔ عزیز و اقارب دور و نزدیک کے رشتے دار اور احباب ان مواقع پر مبارک باد دینے آتے ہیں۔ اسی طرح کسی کی موت پر پڑوسی، محلے والے، جاننے والے اور عزیز و اقارب پُرسے اور تعزیت کے لیے آتے ہیں، دلجوئی کرتے ہیں۔ صبر اور حوصلے کی تلقین کرتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

پاکستان میں اسلامی ثقافت کا رنگ گہرا ضرور ہے مگر اس پر دوسری تہذیبوں کے اثرات بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ خاص طور پر شہری علاقے مغربی اور پڑوسی ملکوں کے رنگ میں رنگتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے اپنی پہچان کھوتے جا رہے ہیں۔ جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ ہر قوم کی اپنی ایک تہذیب ہوتی ہے، وہی اس کی پہچان قائم کرتی ہے۔ زندہ اور باشعور قومیں اپنے ثقافتی ورثے کی حفاظت کرتی ہیں۔ اپنی روایات کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔ ہمیں اپنی پہچان قائم رکھنے اور اپنی قدروں کو زندہ رکھنے کے لیے، مغربی اور پڑوسی ملکوں سے آئی ہوئی ثقافت و تہذیب کی یلغار کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اپنی تہذیب و ثقافت کو اپنے آج کے لیے اور آنے والے کل کے لیے بچانا ہوگا۔

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) تہذیب و ثقافت کا فرق واضح کیجیے:

(ب) پاکستان کی قدیم تہذیبوں کے بارے میں مختصر طور پر تحریر کیجیے۔

(ج) پاکستان کی مشہور زبانوں کے نام بتائیے۔

(د) پاکستان کے دیہی علاقوں میں کون کون سے کھیل کھیلے جاتے ہیں؟

(ہ) موئن جودڑو کی تہذیب کے بارے میں مختصراً بتائیے۔

سوال نمبر۲: واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

قانون۔ آثار۔ مراکز۔ ذخیرہ۔ آلہ۔زائر

سوال نمبر۳: درج ذیل دُرست جوابات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) ہمارے خطے میں زراعت کا باقاعدہ آغاز کہاں سے ہوا؟

(۱) وادیِ سندھ (۲) مہر گڑھ (۳) گندھارا (۴) بدھ مت

(ب) موئن جودڑو کی تہذیب پاکستان کے کس صوبے سے تعلق رکھتی ہے؟

(۱) خیبر پختونخوا (۲) پنجاب (۳) بلوچستان (۴) سندھ

(ج) گندھارا تہذیب کا مرکز پاکستان کا کون سا علاقہ ہے؟

(۱) مکلی (۲) ہڑپا (۳) ٹیکسلا (۴) موئن جودڑو

(د) پاکستان کی قومی زبان ہے:

(۱) انگریزی (۲) اردو (۳) عربی (۴) فارسی

(ہ) پاکستان میں سب سے زیادہ کھیلا اور دیکھا جانے والا کھیل ہے:

(۱) کرکٹ (۲) ہاکی (۳) فٹ بال (۴) کبڈی

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ و محاورات اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) رنگ گہرا ہونا (۲) عقیقہ (۳) جنم لینا (۴) ناپ تول

(۵) جوڑے رکھنا (۶) قلب کو گرمانا (۷) ساحل

سرگرمیاں: ☆ طلبہ گروپوں میں تقسیم ہو کر خبروں، ڈراموں اور فیچروں کے نکات تحریر کریں، پھر انھیں کلاس میں بیان کریں۔

☆ طلبہ پاکستان کے ہر صوبے کی تہذیب پر تقریر کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو خبر، ڈرامے اور فیچر کے بنیادی نکات بیان کریں اور تینوں میں فرق بتائیے۔ طلبہ کی تقریروں کا جائزہ لیجیے اور ضرورت پڑنے پر ان کی اصلاح کیجیے۔

خضر کا کام کروں

حاصِلاتِ تعلّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) نظم کا خلاصہ لکھیں گے۔ (۲) اس نظم کے نکات بیان کریں گے۔
(۳) لے، آہنگ اور درست تلفّظ سے پڑھیں گے۔ (۴) اس نظم کی ردیفیں لکھیں گے۔

درد جس دل میں ہو اُس دل کی دوا بن جاؤں   کوئی بیمار اگر ہو تو شفا بن جاؤں
دُکھ میں جلتے ہوئے لب کی میں دُعا بن جاؤں

اُف وہ آنکھیں کہ ہیں بینائی سے محروم کہیں   روشنی جن میں نہیں، نُور جن آنکھوں میں نہیں
میں اُن آنکھوں کے لیے نور و ضیا بن جاؤں

ہائے وہ دل جو تڑپتا ہُوا گھر سے نکلے   اُف وہ آنسو جو کسی دیدۂ تر سے نکلے
میں اُس آنسو کے سُکھانے کو ہوا بن جاؤں

عمر کے بوجھ سے جو لوگ دبے جاتے ہیں   ناتوانی سے جو ہر روز جُھکے جاتے ہیں
اُن ضعیفوں کے سہارے کو عصا بن جاؤں

دور منزل سے اگر راہ میں تھک جائے کوئی   جب مسافر کہیں رستے سے بھٹک جائے کوئی
خضر کا کام کروں، راہ نما بن جاؤں

(حامد اللہ افسرؔ)

مشق

سوال نمبر۱: درجِ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) شاعر کس کی دوا بن جانا چاہتا ہے؟

(ب) شاعر نے نور و ضیا بننے کی تمنا کس کے لیے کی ہے؟

(ج) ہَوا بن کے شاعر کیا کرنا چاہتا ہے؟

(د) عصا بن کر شاعر کس طرح لوگوں کی مدد کر سکتا ہے؟

(ہ) خضر کا کام شاعر کیوں کرنا چاہتا ہے؟

سوال نمبر۲: درجِ ذیل درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) شاعر دُکھ میں ملتے ہوئے لب کے لیے بننا چاہتا ہے:

(۱) سہارا (۲) دوا (۳) صدا (۴) دُعا

(ب) آنسو کہاں سے نکلتے ہوئے بتایا گیا ہے؟

(۱) دیدۂ تر سے (۲) تڑپتے دل سے (۳) بینائی سے محروم آنکھ سے (۴) بیمار آنکھ سے

(ج) خضر کا کام ہے:

(۱) ضعیفوں کا سہارا بننا (۲) بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھانا (۳) بیماروں کا علاج کرنا (۴) غریبوں کی مدد کرنا

(د) شاعر اس نظم میں سہارا بننا چاہتا ہے:

(۱) اندھوں کا (۲) بیماروں کا (۳) ضعیفوں کا (۴) بھٹکے ہوؤں کا

(ہ) دیدۂ تر سے مراد ہے:

(۱) اندھی آنکھ (۲) روتی آنکھ (۳) دُکھتی آنکھ (۴) پھوٹی آنکھ

سوال نمبر۳: اس نظم کے پانچوں بندوں کے نکات الگ الگ کر کے لکھیے۔

سوال نمبر۴: اس نظم کے پہلے تیسرے اور آخری بند کی ردیفیں لکھیے۔

سوال نمبر۵: درجِ ذیل خالی جگہوں میں مناسب لفظ لکھ کر مصرعے مکمل کیجیے:

(الف) کوئی بیمارا گر ہو تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بن جاؤں

(ب) میں اُس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے سکھانے کو ہوا بن جاؤں

(ج) ہائے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو تڑپتا ہوا گھر سے نکلے

(د) اُن ضعیفوں کے سہارے کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بن جاؤں

(ہ) خضر کا کام کروں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بن جاؤں

سوال نمبر۶: اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سرگرمیاں: ☆ طلبہ نظم کو ترنم اور درست تلفّظ سے کورس کی شکل میں پڑھیں۔

☆ طلبہ پانچ پانچ کے گروپ بنائیں پھر ہر گروپ اپنی پسند کا ایک ایک بند باآوازِ بلند پڑھے۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) حضرت خضر علیہ السّلام اور موسیٰ علیہ السّلام کا واقعہ طلبہ کو تفصیل سے بتائیے۔

(۲) حضرت خضر علیہ السّلام کے بارے میں مختلف کتابوں سے طلبہ کو بتائیے۔

مَناظرِ پاکستان

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱)۔کسی تحریر کا ایک تہائی خلاصہ لکھیں گے۔ (۲)۔کسی تحریر میں قواعد کی غلطیاں درست کریں گے۔
(۳)۔پاکستان کے مختلف علاقوں کے بارے میں لکھیں گے۔(۴) مترادف الفاظ لغت سے تلاش کر کے لکھیں گے۔

مناظر لفظ منظر کی جمع ہے جو "نظر" سے نکلا ہے۔اس کا مطلب ہے دیکھی جانے والی چیز "یعنی وہ چیز جو قابل دید ہو۔ پاکستان کا مطلب ہے "پاک سرزمین" اگر دونوں لفظوں کے مطلب ملا کر لکھیں تو ہوگا: **"دیکھی جانے والی پاک سرزمین"** وطنِ عزیز پاکستان اتنی زیادہ نعمتوں سے مالا مال ہے کہ شمار ناممکن ہے۔اس کی تاریخی عمارات، حسین قدرتی مقامات متنوّع علاقے، وسیع و عریض ریگستان، پہاڑ، چشمے، سمندر، ندیاں، وادیاں اور باغات غرض پاکستان قدرتی مناظر سے مالا مال ہے۔

صوبہ سندھ کی تو بات ہی کیا ہے۔اس کے زیادہ تر علاقے زرخیز ہیں، اس صوبے کا کچھ حصہ تھر کا ریگستان ہے۔اس کا بھی اپنا ہی دل کش منظر ہے۔جب بارش ہوتی ہے تو وہ صحرا نہیں بلکہ گلستان نظر آتا ہے۔گورکھ ہل اسٹیشن ضلع دادو میں ہے، جہاں گرمی میں بھی سردی لگتی ہے اور اسے صوبہ سندھ کا **"مری"** کہا جاتا ہے۔کیوں کہ یہ سطح سمندر سے تقریباً ۵۷۰۰ فٹ بلند ہے اور کھیر تھر کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے۔سندھ کا ساحل بدین سے صوبہ بلوچستان کی سرحد تک پھیلا ہوا ہے۔کراچی کے ساحل پر بین الاقوامی معیار کی دو بندرگاہیں کراچی پورٹ اور پورٹ قاسم ہیں۔کیماڑی، کلفٹن، منوڑا اور مزارِ قائد اعظم تفریحی مقامات ہیں۔ٹھٹھہ میں شاہ جہانی مسجد، مکلی کا قبرستان، کینجھر جھیل اور اس میں موجود نوری جام تماچی کا مزار اہم مقامات ہیں۔ضلع جام شورو میں دنیا کا طویل ترین قلعہ رنی کوٹ، دادو میں منچھر جھیل، حیدر آباد میں کچا قلعہ، پکا قلعہ، مُکھی ہاؤس اور ایشیا کا طویل ترین شاہی بازار، عمر کوٹ میں شہنشاہ اکبر کی جائے پیدائش کی وجہ سے مشہور ہے، عمر کوٹ کا قلعہ اور لاڑکانہ شہر سے قریب موئن جودڑو جیسے اہم مقامات ہیں۔

پنجاب ملک کا سب سے بڑا آبادی والا صوبہ ہے۔لاہور اِس کا دارالحکومت ہے۔اس میں بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ، شالا مار باغ، اقبال کا مقبرہ اور مینارِ پاکستان قابلِ دِید مقامات ہیں۔مری اور فورٹ منرو ٹھنڈے اور پُر فضا مقامات ہیں۔مری اور بھوربن میں دل کش اور اونچی نیچی جگھوں کے لیے چیئر لفٹ اور کیبل کار کا انتظام کیا گیا ہے۔مِٹھن کوٹ جہاں پانچ دریاؤں کا پانی دریائے سندھ میں آ کر ملتا ہے اور وہیں قریب میں موجود کالا باغ کا علاقہ دیکھے جانے کے قابل مناظر ہیں۔

صوبہ خیبر پختون خوا کی کیا بات ہے! اس قدر حسین ہے کہ ہر وادی، ہر گلی ہر پہاڑ ہر جگہ، بس عقل دنگ رہ جاتی ہے۔وہاں کے قدرتی مناظر میں جھیل سیف الملوک آنسو جھیل، ناران، کاغان، شوگران، سوات، مالم جبّا، نتھیا گلی کے سرد علاقے، گھنے اور پُر خطر

جنگلات، تنگ درّے، گہری کھائیاں، ندی نالوں میں بہتا یخ بستہ پانی اور برف پوش چوٹیاں ہر ایک کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ اس کے دارالحکومت پشاور میں، افغانستان اور وسطی ایشیائی ریاستوں کو ملانے والا تاریخی درّہ خیبر، مسجدِ مہابت خان، اسلامیہ کالج اور قصہ خوانی بازار قابل ذکر مقامات ہیں۔

اس کے علاوہ مالم جبّہ، نتھیا گلی، ٹھنڈیانی، شوگران، مشک پور، آنسو جھیل اور سوات، کے پھل ساری دنیا میں درآمد کیے جاتے ہیں۔ یہ پھل رسیلے، ذائقے دار اور وافر مقدار میں ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف تفریح بلکہ صحت کے حوالے سے بھی مفید مقامات ہیں۔ یہاں کا پانی نہ صرف میٹھا بلکہ ہاضمے دار بھی ہے۔

بلوچستان رقبے کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا اور آبادی کے اعتبار سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے اس میں کوئٹہ شہر اور ہنّا جھیل، قائداعظم ریزیڈینسی، آب گم، کھوجک ریلوے سُرنگ اور ہنگول نیشنل پارک قابلِ دید مقامات ہیں۔ بلوچستان میں ملک کا سب سے بڑا ساحل ہے۔ یہاں قدرتی اور جدید ترین بندرگاہ گوادر، مکران کوسٹل ہائی وے، گڈانی شِپ بریکنگ انڈسٹری حب اور گڈانی کی تفریح گاہیں قابلِ ذکر جگہیں ہیں۔

گلگت بلتستان پاکستان کا شمالی علاقہ ہے یہ دنیا کے تین عظیم پہاڑی سلسلوں، ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش میں واقع ہے۔ اس علاقے میں ہنزہ، شندور اور شنگریلا جھیلیں، کے ٹو پہاڑ، پاک چین خنجراب بارڈر، شندور میلا، پاک چین دوستی کی مثال شاہ راہِ قراقرم اور اس کے اردگرد پھیلے ہوئے دل کش و دل فریب مناظر سیّاحوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ یہاں پہاڑی چوٹیوں پر سارا سال برف کی سفید چادر تنی رہتی ہے۔

آزاد کشمیر پاکستان کے زیرِ انتظام دنیا کا خوب صورت ترین خطّہ ہے۔ اس لیے اسے جنّت نظیر کہا جاتا ہے۔ دریائے نیلم، وادیِ نیلم، وادی کیل، وادیِ لیپا پیر چناسی، رام کوٹ قلعہ، منگلا ڈیم، اسکردو اور مظفر آباد شہر حُسن و رعنائی سے بھرپور جگہیں ہیں۔

چاروں صوبے، گلگت بلتستان، فاٹا اور آزاد کشمیر میں جا بہ جا قدرتی مناظر، تاریخی عمارتیں اور تفریحی مقامات پھیلے ہوئے ہیں۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد قدرت کی صنّاعی اور انسانی کاوشوں کا مظہر ہے۔ مارگلہ کے دامن میں واقع اسلام آباد ایک جدید اور خوب صورت شہر ہے۔ یہاں فنِ تعمیر کا اعلیٰ نمونہ فیصل مسجد، دامنِ کوہ، شکر پڑیاں (پاکستان مونومنٹ) اور راول ڈیم جیسے مقامات ہیں جہاں سیاحوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بے مثل وسائل سے نوازا ہے۔ یہ تمام کے تمام مناظر دیکھنے کے قابل ہیں۔ وطنِ عزیز کے یہ سب تاریخی مقامات، عمارات، میوزیم، پارک، تہذیبی ورثے اپنے اندر طرح طرح کے رنگ لیے ہوئے ہیں اور ہر طرف اپنا حسن بکھیرتے رہتے ہیں۔ اِن سب مناظر کو شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ ان سب نعمتوں اور مناظر کا ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے اور موقع ملے تو زندگی میں ایک بار، ان قدرتی مناظر اور حسین مقامات کی سیر بھی کرنی چاہیے۔

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) لفظ "منظر" کے کیا معنی ہے؟

(ب) صوبہ سندھ میں کون کون سے تاریخی مقامات ہیں؟

(ج) صوبہ پنجاب میں قدرتی مناظر کی کون کون سی جگہیں ہیں؟

(د) پاکستان کے زیرِ انتظام کشمیر کو کس نام سے پہچانا جاتا ہے؟

سوال۲: سبق کے مطابق درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) اسے صوبہ سندھ کا مری کہا جاتا ہے:

(۱) حیدرآباد (۲) گورکھ ہل (۳) تھر (۴) ٹھٹھہ

(ب) کراچی اس کے پاس واقع ہے:

(۱) سمندر (۲) صحرا (۳) وادی (۴) دریائے سندھ

(ج) کےٹو پہاڑ واقع ہے:

(۱) گلگت میں (۲) کشمیر میں (۳) سندھ میں (۴) خیبر پختون خوا میں

(د) مینارِ پاکستان واقع ہے:

(۱) کوئٹہ میں (۲) پشاور میں (۳) لاہور میں (۴) کراچی میں

(ہ) سوات سے برآمد کیے جاتے ہیں:

(۱) پھل (۲) کپڑے (۳) کھیلوں کا سامان (۴) کھلونے

سوال نمبر۳: درجِ ذیل الفاظ کے جملے بنائیے:

(الف) رعنائی (ب) صنّاعی (ج) سوغات (د) رسیلے (ہ) سحر

سوال نمبر۴: پاکستان کے چاروں صوبوں کے قدرتی مناظر پر مختصر نوٹ لکھیے۔

سوال نمبر ۵: درج ذیل خالی جگہیں پُر کیجیے:

(الف) دنیا کے تین بڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلسلے پاکستان میں ہیں۔

(ب) جنت نظیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو کہا جاتا ہے۔

(ج) شاہ جہانی مسجد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ہے۔

(د) حیدرآباد کی مشہور جگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(ہ) رسیلے پھل، میوہ جات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں وافر مقدار میں ملتے ہیں۔

سوال نمبر ۶: درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے:

(الف) کمزور (ب) حُسن (ج) خطّہ (د) دید (ہ) مقام

سوال نمبر ۷: درجِ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ واضح کیجیے:

(الف) صنّاعی (ب) مناظر (ج) سیاح (د) متنوّع (ہ) تفریح

سوال نمبر ۸: درجِ ذیل الفاظ کے معنی لغت سے دیکھ کر لکھیے:

(۱) زرخیز (۲) رقبہ (۳) بلندی (۴) رعنائی (۵) شاہ کار

سرگرمی: طلبہ اپنے پسندیدہ تفریحی مقام کے بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو پڑھاتے ہوئے پاکستان کی علاقائی سوغاتوں کے بارے میں بھی بتایئے۔ پاکستانی کرنسی پر موجود تصویری مقامات کی آگاہی دیجیے۔

وتایو فقیر کی کہانی

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) وتایو فقیر کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ (۲) سُن کر رہ جانے والی باتوں کا سیاق وسباق کے حوالے سے الگ الگ ادراک کریں گے۔ (۳) ہم معنی لفظوں کے جوڑے بنائیں گے۔
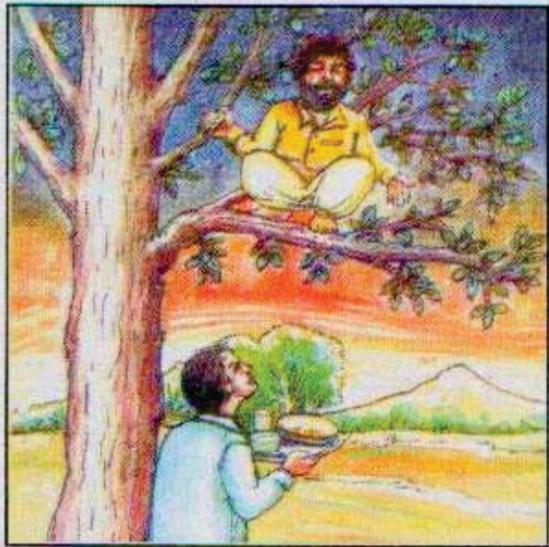
سندھ کی ایک مشہور شخصیت وتایو فقیر ہو گزرا ہے، اُن کی دانائی کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔ اُس میں سے ایک قصہ یہ ہے:

ایک بار وتایو فقیر وعظ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب کہہ رہے تھے کہ رزق کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وہ اپنی مخلوق کو ہر حالت میں روزی پہنچاتا ہے۔ وتایو فقیر مجلس سے اُٹھے تو ارادہ کرلیا کہ اس بات کی حقیقت جانیں گے۔ چناں چہ دوسرے روز وہ اپنا کام کاج کرنے کے بجائے شہر سے باہر جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے اور دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ آج میں کسی سے بھی کھانے کے لیے کچھ نہ مانگوں گا۔ دیکھوں، اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح روزی پہنچاتا ہے۔

اُنھیں اِسی انتظار میں صبح سے بیٹھے بیٹھے عصر کا وقت ہوگیا۔ کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں ہوا اور بھوک بہت ستانے لگی۔ اس پر وتایو فقیر بہت پریشان ہوئے، لیکن مولوی صاحب کی باتوں کی حقیقت جاننے کے لیے وہیں جمے بیٹھے رہے۔ شام تک تو انھیں بھوک کی بالکل برداشت نہ رہی۔ ایک بار تو جی چاہا کہ یہ خیال دل سے نکال کر گھر چلے جائیں، مگر دل مضبوط کرکے وہیں بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ درخت پر چڑھ کر بیٹھ جائیں کہ اگر اللہ کی طرف سے کوئی امداد آرہی ہو تو دور ہی سے نظر آجائے۔

خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ان کے درخت پر چڑھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد ایک دیہاتی اُن کے لیے کھانا لے کر آیا۔ اصل میں وہ شام کو کھیت سے گھر جاتے ہوئے اُنھیں درخت کے نیچے بیٹھا دیکھ گیا تھا۔ وہ اُنھیں مسافر سمجھ کر گاؤں کے دستور کے مطابق ان کے لیے کھانا لایا تھا۔ وتایو فقیر نے اُس کے ہاتھوں میں کھانا دیکھا تو دل میں سوچنے لگے، واقعی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو کسی نہ کسی طرح روزی ضرور پہنچاتا ہے۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ نیچے اُتر کر دیہاتی سے کھانا لے لیں مگر دل نے کہا: "نہیں، ایسا کرنے سے تو روزی حاصل کرنے میں میری بھی محنت شامل ہو جائے گی۔ مجھے خاموشی سے بیٹھے بیٹھے انتظار کرنا چاہیے۔ جب روزی گاؤں سے یہاں پہنچ سکتی ہے تو کیا اتنی سی بلندی طے نہیں کر سکتی؟

چناں چہ وہ خاموشی سے درخت پر بیٹھے اُس دیہاتی کو دیکھتے رہے۔ دیہاتی نے جب درخت کے نیچے مسافر کو نہ پایا تو حیران ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا اور وتایو فقیر تھے بھی درخت کی بہت اونچی شاخ پر دیہاتی اُنھیں نہ دیکھ سکا اور مایوس ہو کر واپس گاؤں جانے کے لیے پلٹا۔ وتایو فقیر کا تو بھوک کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اُنھوں نے جب دیہاتی کو واپس جاتے دیکھا تو سوچا کہ اگر یہ واپس چلا گیا تو پھر رات بھر بھوکا رہنا پڑے گا۔ یہ سوچ کر انھوں نے آہستہ سے کھنکارا۔ دیہاتی اُن کی آواز سُن کر پلٹا، اُس نے اُوپر دیکھا۔ سوچا کہ شاید مسافر جنگلی جانوروں سے جان بچانے کے لیے درخت پر چڑھ گیا ہے۔ وہ خود بھی درخت پر چڑھا۔ وتایو فقیر کو کھانا دیا اور پھر اپنی راہ لی۔

وتایو فقیر نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ جب جسم میں کچھ طاقت آئی تو سیدھے مولوی صاحب کے پاس گئے اور اُن سے کہنے لگے: "آپ کی بات اس حد تک تو صحیح نکلی کہ اللہ تعالیٰ گاؤں سے جنگل تک روزی پہنچاتا ہے، لیکن درخت کے نیچے سے اُوپر تک روزی منگوانے کے لیے انسان کو خود بھی کھنکارنا پڑتا ہے، ورنہ رزق واپس چلے جانے کا خطرہ رہتا ہے"۔

سچ تو یہ ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے، لیکن اُسے حاصل کرنے کے لیے انسان کو بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) مولوی صاحب نے وعظ میں کیا بات کہی؟

(ب) وتایو فقیر شہر چھوڑ کر جنگل میں کیوں جا بیٹھے؟

(ج) وتایو فقیر درخت پر کیوں چڑھ گئے؟

(د) درخت کی چوٹی پر سے اُنھیں کیا دکھائی دیا؟

(ہ) وہ دیہاتی سے کھانا لینے کے لیے درخت سے نیچے کیوں نہ اُترے؟

(ز) اس قصّے سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

سوال ۲: درج ذیل درست بیانات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) اللہ تعالٰی روزی ہر حال میں پہنچاتا ہے، انسان کوشش کرے یا نہ کرے۔ ( )

(ب) وتایو فقیر بڑے بھولے آدمی تھے۔ ( )

(ج) وتایو فقیر جنگلی جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ گئے۔ ( )

(د) دیہاتی نے خیال کیا کہ وتایو فقیر کوئی بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ( )

(ہ) روزی حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ ( )

سوال ۳: کالم الف کے الفاظ کو کالم ب کے ہم معنی الفاظ سے ملائیے:

الف	ب
رزق	نا اُمید
پُختہ	روزی
مایوس	درست
صحیح	پکّا

سوال۴: درج ذیل کے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) ایک بار وتایوفقیر بیٹھا تھا:

(۱) مسجد میں (۲) وعظ کی مجلس میں (۳) محرم کی مجلس میں (۴) جنگل میں

(ب) وتایوفقیر کے لیے کھانا لے کر آیا:

(۱) بدّو (۲) پردیسی (۳) شہری (۴) دیہاتی

(ج) درخت پر چڑھ کر بیٹھا تھا:

(۱) دیہاتی (۲) وتایوفقیر (۳) مسافر (۴) کسان

(د) وتایوفقیر نے اپنی طرف دیہاتی کو متوجہ کیا:

(۱) کود کر (۲) آواز دے کر (۳) کھانس کر (۴) اشارہ کر کے

(ہ) دیہاتی کہاں جارہا تھا:

(۱) کھیت (۲) بازار (۳) مسجد (۴) گھر

سرگرمی: وتایوفقیر کی کوئی اور کہانی اپنے لفظوں میں بیان کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) طلبہ کو دانش وروں کے قصّے سُنائیے۔

(۲) شیخ سعدیؒ یا مولانا رومؒ کی ذہانت کے واقعات لکھ کر کلاس میں آویزاں کیجیے۔

پُرانا کوٹ

حاصِلاتِ تعلُّم: یہ نظم پڑھ کر طلبہ: (۱) محظوظ ہوں گے۔ (۲) اشعار کا مطلب بیان کریں گے۔ (۳) اس نظم کے علاوہ کسی اور نظم کے مزاحیہ شعر سُنائیں گے (۴) نئے لفظوں کے معنی لغت سے دیکھ کر لکھیں گے۔

خریدا جاڑوں میں نیلام سے پُرانا کوٹ
جو پھٹ کے چل نہ سکے، یہ نہیں ہے ایسا نوٹ

بنا ہے کوٹ یہ نیلام کی دُکاں کے لیے
''صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے''

بڑا بزرگ ہے یہ آزمودہ کار ہے یہ
کسی مَرے ہوئے گورے کی یادگار ہے یہ

پرانی وضع کا بے حد عجیب جامہ ہے
پہن چکا اسے خود "واسکوڈی گاما" ہے

نہ دیکھ کہنیوں پر اس کی خستہ سامانی
پہن چکے ہیں اسے تُرک اور ایرانی

جگہ جگہ یہ پھرا مثلِ "مارکوپولو"
یہ کوٹ کوٹوں کا لیڈر ہے اس کی "جے" بولو

بڑا بزرگ ہے یہ گو قلیل قیمت ہے
میاں بزرگوں کا سایہ بڑا غنیمت ہے

جو قدردان ہیں، وہ جانتے ہیں قیمت کو
کہ آفتاب چُرا لے گیا ہے رنگت کو

جگہ جگہ جو یہ دھبّے ہیں اور چکنائی
پہن چکا ہے کبھی اس کو کوئی حلوائی

گزشتہ صدیوں کی تاریخ کا ورق ہے یہ کوٹ
خریدو اِس کو کہ عبرت کا اِک سبق ہے یہ کوٹ

(سیّد محمد جعفری)

سوال نمبر۱: درجِ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) شاعر نے کوٹ کے لیے کیسے نوٹ کی مثال دی ہے؟

(ب) یہ کوٹ کون کون پہن چکا ہے؟

(ج) اس کوٹ کی رنگت کیوں اُڑ گئی ہے؟

(د) حلوائی کے پہننے سے کوٹ کیسا ہو گیا ہے؟

(ہ) یہ کوٹ عبرت کا نشان کیوں بن گیا ہے؟

سوال نمبر۲: نظم کے مطابق درجِ ذیل میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) بزرگوں کا سایہ ہوتا ہے:

(۱) عظمت (۲) نعمت (۳) غنیمت (۴) قلیل قیمت

(ب) یہ کوٹ کوٹوں کا ہے:

(۱) سردار (۲) بزرگ (۳) ساتھی (۴) لیڈر

(ج) اس کوٹ کو پہن چکے ہیں:

(۱) افغانی (۲) ایرانی (۳) پاکستانی (۴) جاپانی

(د) اس کوٹ کی قیمت کو جانتے ہیں:

(۱) یاران (۲) بزرگان (۳) لیڈران (۴) قدردان

(ہ) آزمودہ کار سے مراد ہے:

(۱) پرانی کار (۲) قیمتی کار (۳) کارآمد (۴) تجربہ کار

سوال نمبر۳: اس نظم کے پہلے، تیسرے اور آخری شعر کا مطلب لکھیے۔

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ کے معنی لغت سے دیکھ کر لکھیے:

صلائے عام۔ یارانِ نکتہ داں۔ خستہ سامانی۔ قدردان۔ عبرت۔ جامہ

سرگرمیاں: ☆ طلبہ واسکوڈی گاما اور مارکو پولو کے بارے میں مختلف کتابوں کی مدد سے نوٹ لکھیں۔

☆ طلبہ کسی اور مزاحیہ نظم کے اشعار لکھ کر کلاس میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: (۱) واسکوڈی گاما اور مارکو پولو کے حالاتِ زندگی تلاش کر کے لکھنے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔

(۲) اس نظم کے علاوہ کوئی دوسری مزاحیہ نظم/اشعار بھی طلبہ کو سُنائیے۔

فرہنگ

فرہنگ

حمد

نافرمان	کہنا نہ ماننے والا
مُقدم	سب سے پہلے لازم
محرم	رازدار
خلعت	لباس
بن نہیں آتی	کوئی تدبیر کام نہیں آتی
خیرہ وسرکش	متکبراور مغرور
دَم بھرنا	تسلیم کرنا
مُحیط	چھایا ہوا۔گھیرے ہوئے
گِلا	شکایت
صبا	پھولوں کے باغ سے نکلی ہوئی خوشبودار ہوا
رنگِ بیاں	بیان کا انداز۔شاعری کا انداز

احترامِ انسانیت

اشرف	سب سے زیادہ عزت والا
حمد سرا	اللہ تعالٰی کی تعریف کرنے والا
عقلِ سلیم	عمدہ ذہن۔اعلیٰ ذہین
صفات	خوبیاں
فطرت	مزاج،عادت
ایثار	قربان
تفریق	فرق کرنا
امتیاز	تمیز کرنا،فرق کرنا
اعتبار	لحاظ
ضمن میں	بارے میں

سرچشمہ	کسی چیز کے نکلنے کی جگہ،مرکز
عَلَم بردار	جھنڈا اُٹھانے ولا۔اعلان کرنے والا
حسنِ کردار	عمل اور برتاؤ کی خوبی
تقوٰی	پرہیزگاری،برائی سے بچنا
عربی	عرب کا باشندہ
عجمی	عرب سے باہر کا باشندہ
پیکرِ عظیم	بلندمرتبہ شخصیت
لُہولُہان	خون میں لت پت
تُرش لہجہ	غصے والی آواز
عائد ہونا	لازم ہونا
اساتذہ	استاذ کی جمع (عربی) استاد
زُمرہ	گروہ ۔ جماعت
احسن	بہترین،نہایت عمدہ
متنبّہ کرنا	سختی سے منع کرنا۔اچھی طرح آگاہ کردینا۔
ارشادِگرامی	فرمانِ مبارک/قابلِ احترام قول

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

مُنفرد	سب سے الگ
تاریخ ساز	اپنے عمل سے تاریخ میں اپنا نام بلند کرنے والی
سنہری حروف میں	نہایت شاندار انداز میں
معاون	مددگار
مُقیم	قیام کرنے والی
مُتاثر	اثر قبول کرنے والی
استِحکام	مضبوطی
پُرخطر	خطروں سے بھرا ہوا

عبور ہونا	کمال حاصل ہونا
جگر گوشوں	دل کے ٹکڑوں۔ نہایت پیارے
ہم راہ	ایک ہی راستے پر ساتھ ساتھ چلنے والا
سرفراز ہونا	فخر سے نام بلند ہونا۔ عظمت پانا
پس ماندہ	باقی۔ خاندان کے باقی رہ جانے والے لوگ
اندوہ	صدمہ۔ غم۔ دُکھ
ہراس	پریشانی، بے چینی
سراسیمگی	بے قراری اور خوف کا عالم
اِستقامت	ڈٹ کر مقابلہ کرنا
تدبّر	وقار اور شان
دلائل	دلیل کی جمع، ثبوت
حق گو	سچا۔ سچّی بات کہنے والا
سنگ دل	پتھر جیسے دل والا۔ ظالم۔ بے رحم
ثابت قدمی	مضبوطی سے قدم جمائے رکھنا۔ ڈٹے رہنا۔
رُو بہ رُو	آمنے سامنے
شکوہ	گِلا، شکایت
پردہ پوشی	چُھپانا
مُترادف	ایک جیسے معنوں والا لفظ
غریب الوطنی	وطن ہی میں پردیسی۔ وطن میں اجنبی
عاقبت	آخرت
آسمان پھٹ جانا	عذاب نازل ہونا
شق پڑنا	پھٹ پڑنا۔ دھنس جانا
پختہ عزم	مضبوط ارادہ
ریزہ ریزہ ہونا	ذرّہ ذرّہ ہونا۔ تباہ و برباد ہونا

جراحت	آپریشن
تہلکہ	تباہی۔ ہلاکت کا ماحول
اِفشا	ظاہر کرنا
پیشین گوئی	کوئی بات قبل از وقت بتانا
دفاع	حفاظت، حملے سے بچنا

تارِ الست	روزِ ازل کی طرف اشارہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا تھا۔
نورِ اولین	سب سے پہلا نور یعنی اللہ کا نور
غایت	مقصد
غایتِ اولیٰ	سب سے اعلیٰ مقصد
یثرب و بطحا	مدینہ شریف کے دو نام
نظیر	مثال

ملّی وحدت

ملی وحدت	پوری ملت یعنی اُمتّ کا اتحاد
مستغرق	بہت زیادہ مصروف
ورق گردانی	مطالعہ کرنا
کارفرما ہونا	عمل دخل ہونا
جذبِ باہمی	آپس میں کشش
تسخیر	قبضہ۔ کنٹرول
ارض و سما	زمین و آسمان

پیروکار	فرمان بردار۔ کہنا ماننے والا
جسامت	بدن یا جسم کی لمبائی چوڑائی
نقطۂ نظر	خیال
یک جہتی	اتحاد اور اتفاق
عالم گیر	ساری دنیا کو گھیرے ہوئے
اُخوت	بھائی چارا۔ بھائی بھائی ہونا
بازگشت	گونج۔ آواز کا لوٹ کر آنا۔ شہرت
انتشار	اتحاد نہ ہونا۔ بکھر جانا۔ نا اتفاقی
قبلۂ اوّل	پہلا قبلہ یعنی سجدہ کرنے کا پہلا رُخ (فلسطین کی مسجدِ اقصیٰ)
یک جا ہو جاتا	متحد ہونا
موتمر عالم اسلامی	ساری دنیا کے مسلمانوں کا مرکزی ادارہ
فلاحی	بھلائی اور کامیابی والا
مربوط	باضابطہ۔ رابطہ یا تعلق قائم کیے ہوئے

شہیدِ پاکستان

بےلوث	بےلالچ۔ خلوص کے ساتھ
عقیدت	سچے دل سے کسی کو تسلیم کرنا
ہمت نہ ہارنا	حوصلہ رکھنا

پاکستان کے موسم

بُوقلمونی	طرح طرح کے رنگوں کا مجموعہ
منقسم	تقسیم کیا ہوا
مرطوب	ہوا میں پانی کی مقدار کا زیادہ ہونا
مسموم	زہریلی، لُو والی ہوا
مفلوج	بےحرکت، لوگوں کی چہل پہل بند ہو جانا
خنکی	ہوا میں نمی
شادابی	خوب صورتی۔ نکھار۔ حسن۔ سرسبز پن
مشروبات	پینے کی چیزیں، چائے، شربت، جُوس وغیرہ
مُون سُون	بارشوں کا موسم
لُقمۂ اَجل	موت کا نوالہ۔ موت کا شکار
ماند پڑ جانا	کم ہو جانا
پت جھڑ	درختوں کے پتّے گِرنے کا عمل۔ موسمِ خزاں
زرِمبادلہ	دوسرے ملکوں کو چیزیں بیچنے کے بعد ملک میں آنے والی دولت

حُبِّ وطن

رشک	فخر۔ تمنا کرنا
خداداد	خدا کا دیا ہوا
عار	شرم
حرمت	عزت و احترام
گزند	نقصان
اُستوار	قائم
برملا	فوراً۔ بلا تاخیر
مفادات	فائدے

بجلی کی دریافت

جان میں جان آنا	سکون آنا۔ اطمینان ہونا
کاوشوں	کاوش کی جمع۔ کوششیں
انکشاف	دریافت
برقِ سکونی	ٹھہری ہوئی بجلی
انہماک	توجہ۔ دلچسپی
برقِ رواں	بہنے والی بجلی۔ کرنٹ

مثالی طالب علم

فوقیت	برتری۔ فضیلت
تقلید	پیروی۔ نقل کرنا
عبور	کمال۔ مہارت
نظام الاوقات	ٹائم ٹیبل
اوصاف	(وصف کی جمع) خوبیاں
مشاورت	مشورہ
منازل	(منزل کی جمع) منزلیں
میثاق	معاہدہ
رکنیت	ممبر
کفایت شعار	بچت کا عادی
ضوابط	(ضابطہ کی جمع) قانون

ہاکی

سیانے	عقلمند لوگ
طلائی	سونے کا۔ سنہری
تشکیل دینا	قائم کرنا
الحاق	تعلق۔ رجسٹریشن

بادل کے گیت

سیپیوں	صدف۔ ایک سمندری جانور کا سفید خول
شانوں	شانہ کی جمع۔ کندھے
پربت	پہاڑ
دَمکا	چمکا
دن پھریں گے	(محاورہ، دن پھرنا) اچھے دن آئیں گے

گرلز گائیڈ

فلاح و بہبود	بھلائی اور بہتری
رضا کارانہ	بغیر کسی معاوضے کے خدمت کرنا
ریلی	جلوس
بنی نوع	نسل

حیاتیات

کرہ ارض	زمین کا گولا
ارتقا	ترقی
حیاتیات	زندگی کا علم
نشہ آور	نشہ لانے والی چیز
فراموش	بُھلانے والی
متعدد	بہت سے
بہ دولت	کی وجہ سے

مل کے رہو

لُہو	خون
آبا	(اب کی جمع) باپ دادا

فخرِ پاکستان

سپوت	فرماں بردار بیٹے
نصب العین	زندگی کا مقصد
رفع کرنا	دُور کرنا۔ ختم کرنا
پوت کے پاؤں پالنے میں معلوم ہوتے ہیں۔	بیٹے کے بارے میں شروع ہی میں اندازہ ہو جاتا ہے۔
خوانچہ	چھوٹا تھال یا چھابڑی جس میں چیزیں ڈال کر بیچتے ہیں

والہانہ	عاشقانہ
سرشار	بھرا ہوا
وسعت	پھیلاؤ
سوانح	(سانحہ کی جمع) حادثات/واقعات
جسدِ خاکی	مٹی کا جسم۔بدن

ادب کی اہمیت

آسودگی	آرام۔چین
انکشاف	ظاہر کرنا
عکّاس	عکس پیش کرنے والا

علمِ کیمیا

مرہونِ منّت	احسان مند
کثافت	مادّی مقدار
ساخت	بناوٹ
کہکشاں	آسمان میں ستاروں کا جُھمگھٹا
آتش گیر	آگ پکڑنے والا
منفی	نقصان دہ
مہلک	ہلاک کرنے والا
صارف	خرچ کرنے والا

ایک ہی سب کی منزل

ہلالی	ہلال جیسی شکل والا (پہلی رات کا چاند)
ضو	روشنی
پرچم	جھنڈا
سبز	ہرا

پاکستان کی تہذیب وثقافت

وضع ہوجانا	بن جانا
بے آب وگیاہ	خشک اور بے گھاس
باسیوں	بسنے والوں۔باشندوں
مضافاتی	دیہاتی
طرزِ معاشرت	زندگی گزارنے کا طریقہ
قلب گرمانا	دل کو طاقت دینا۔جوش پیدا کرنا
عزیز واقارب	رشتے دار اور قریبی لوگ
فراموش کرنا	بھلا دینا
یلغار	حملہ

خضر کا کام کروں

دیدۂ تر	روتی ہوئی آنکھ
خضر	ایک مشہور خیالی بزرگ رہ نما

مناظرِ پاکستان

متنوّع	مختلف قسم کے۔طرح طرح کے
عقل دنگ رہ جانا	حیران ہوجانا
وافر	کثرت
خِطّہ	علاقہ
جنت نظیر	جنت کی مثال
صنّاعی	کاری گری
تانتا بندھا رہنا	بہت بھیڑ ہونا۔رش ہونا

لفظ	معنی
وعظ	دینی نصیحت
پختہ	مضبوط
دل مضبوط کرنا	ہمت کرنا۔حوصلہ کرنا
دستور	قاعدہ۔قانون

لفظ	معنی
جاڑوں	سردیوں
صلائے عام	عام دعوت
یاران	یار کی جمع۔دوست
نکتہ داں	قابل لوگ۔باریکیاں جاننے والے
آزمودہ کار	تجربہ کار
گورا	انگریز
جامہ	لباس
خستہ سامانی	پھٹا پرانا ہونا
گو	حالانکہ
قلیل	کم۔مختصر
قدردان	اہمیت اور قدر جاننے والا
عبرت	نصیحت